لاہور

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

www.tanzeem.org

11

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

## تنظیم اسلامی کا ترجمان

یکم تا 7 رمضان المبارک 1445ھ / 12 تا 18 مارچ 2024ء


## روزے کی حقیقت

شریعت اسلامی نے روزہ کی ہیئت اور ظاہری شکل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی حقیقت اور اس کی روح کی طرف بھی پوری توجہ دی ہے۔ اس نے صرف کھانے پینے اور جنسی تعلقات ہی کو حرام نہیں کیا بلکہ ہر اس چیز کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے جو روزہ کے مقاصد کے منافی اور اس کی حکمتوں اور روحانی واخلاقی فوائد کے لئے مضر ہے۔ اس نے روزہ کو ادب وتقویٰ' دل اور زبان کی عفت اور طہارت کے حصار میں گھیر دیا۔

ان سب چیزوں نے رمضان مبارک کو جشن عام' تلاوت کا موسم اور ابرار و متقین اور عُباد و صالحین کے حق میں فصل بہار بنا دیا ہے۔ اس میں اس امت کا دینی جذبۂ دین کا احترام اور عبادت کا شوق پوری طرح جلوہ گر ہو کر سامنے آ جاتا ہے اور اس کی توبہ وانابت' قلوب کی نرمی' اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع' احساس ندامت اور کارِ خیر میں جذبۂ مسابقت اس نقطۂ عروج پر ہوتا ہے جس کے عشرِ عشیر تک دنیا کی کوئی قوم اور انسانوں کا کوئی گروہ نہیں پہنچ سکتا۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۴﴾ (الجمعہ) ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے' عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔''

ارکانِ اربعہ
مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 157 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 31000 سے زائد، جن میں بچے: 12500، عورتیں: 9500 (تقریباً)۔ زخمی: 79000 سے زائد

## اس شمارے میں


ہم کدھر جا رہے ہیں!

قرآن اور رمضان

رمضان کا پہلا عشرہ رحمت

قرآن مجید کی تفسیر اور قادیانیوں کے مقاصد

کیا ہے روشن چراغِ فردا

مرکز دار الاسلام میں رجوع الی القرآن کورس کی اختتامی تقریب

الھدیٰ 1076 ڈاکٹر اسرار احمدؒ

# حضرت موسیٰ علیہ السلام بہن کی نگرانی میں

سُورۃُ القَصَص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 11 تا 13

وَ قَالَتۡ لِاُخۡتِہٖ قُصِّیۡہِ ۫ فَبَصُرَتۡ بِہٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾ وَ حَرَّمۡنَا عَلَیۡہِ الۡمَرَاضِعَ
مِنۡ قَبۡلُ فَقَالَتۡ ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰۤی اَہۡلِ بَیۡتٍ یَّکۡفُلُوۡنَہٗ لَکُمۡ وَ ہُمۡ لَہٗ نٰصِحُوۡنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدۡنٰہُ اِلٰۤی
اُمِّہٖ کَیۡ تَقَرَّ عَیۡنُہَا وَ لَا تَحۡزَنَ وَ لِتَعۡلَمَ اَنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾

**آیت ۱۱** ﴿وَ قَالَتۡ لِاُخۡتِہٖ قُصِّیۡہِ﴾ ’’اور اُس نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ تو اس کے پیچھے پیچھے جا!‘‘

﴿فَبَصُرَتۡ بِہٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۱﴾﴾ ’’تو وہ اس کو دور سے دیکھتی رہی اور انہیں احساس بھی نہ ہوا۔‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن اپنی والدہ کے کہنے پر دریا کے کنارے کنارے صندوق پر دھیان رکھے اس انداز سے چلتی رہی جیسے صندوق سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ اس طرح وہ بچے کے پیچھے پیچھے بڑی ہوشیاری سے فرعون کے محل میں پہنچ گئی۔ لیکن اس نے اپنے انداز سے وہاں بھی یہی ظاہر کیا جیسے وہ ایک راہ چلتی بچی ہے جو دریا میں تیرتے ہوئے صندوق کو دیکھنے کے لیے ادھر تک پہنچ گئی ہے اور یوں وہاں کسی کو اس کی اصل منصوبہ بندی کے بارے میں گمان تک نہ ہوا۔

**آیت ۱۲** ﴿وَ حَرَّمۡنَا عَلَیۡہِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ﴾ ’’اور ہم نے اس پر پہلے ہی حرام کر دی تھیں تمام دودھ پلانے والی عورتیں‘‘

یہ سب کچھ اس بچی کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ یعنی یکے بعد دیگرے دودھ پلانے والی بہت سی خواتین کو بلایا گیا تھا مگر بچے نے کسی کی چھاتی کو منہ نہیں لگایا تھا۔ سب لوگ تشویش میں مبتلا تھے کہ آپؑ کی خوراک کا کیا انتظام کیا جائے۔ کسی خاتون کا دودھ آپؑ قبول ہی نہیں کر رہے تھے اور اس زمانے میں بچے کو دودھ پلانے کا کوئی دوسرا طریقہ تھا ہی نہیں۔

﴿فَقَالَتۡ ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰۤی اَہۡلِ بَیۡتٍ یَّکۡفُلُوۡنَہٗ لَکُمۡ وَ ہُمۡ لَہٗ نٰصِحُوۡنَ ﴿۱۲﴾﴾ ’’تو اُس لڑکی نے ان سے کہا: کیا میں تمہیں ایک ایسے گھر والوں کے بارے میں بتاؤں جو تمہارے لیے اس کی پرورش کر دیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں؟‘‘

**آیت ۱۳** ﴿فَرَدَدۡنٰہُ اِلٰۤی اُمِّہٖ کَیۡ تَقَرَّ عَیۡنُہَا﴾ ’’تو یوں ہم نے اُسے لوٹا دیا اُس کی والدہ کے پاس‘ تاکہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں‘‘

﴿وَ لَا تَحۡزَنَ وَ لِتَعۡلَمَ اَنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ﴾ ’’اور وہ رنجیدہ نہ ہو اور اُسے معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے‘‘

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہارے بیٹے کو تمہارے پاس واپس لے آئیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس حوالے سے اسے اطمینان دلانا چاہتا تھا کہ اس نے وہ وعدہ سچ کر دکھایا ہے۔

﴿وَّ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾﴾ ’’لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔‘‘

درس حدیث

## روزہ گناہوں کی پاکی کا ذریعہ

عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ عَوۡفٍ رضی اللہ عنہ: اَنَّ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((ذَکَرَ رَمَضَانَ اِیۡمَانًا وَاحۡتِسَابًا خَرَجَ مِنۡ ذُنُوۡبِہٖ کَیَوۡمِ وَلَدَتۡہُ اُمُّہٗ)) (رواہ النسائی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی دوسرے مہینوں پر فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ قیام کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
# ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

یکم تا 7 رمضان المبارک 1445ھ جلد 33
12 تا 18 مارچ 2024ء شمارہ 11

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## ہم کدھر جا رہے ہیں!

انتخابی عمل جیسا کیسا بھی تھا اختتام پذیر ہوگیا۔ نئی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ مرکز اور تین صوبوں پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں تو ایک ہی سیاسی دھڑے کی حکومت بنائی گئی البتہ خیبر پختونخوا میں دوسرے سیاسی دھڑے یعنی اُن انڈیپنڈنٹ ارکان اسمبلی نے حکومت بنائی جو تحریک انصاف کے حمایت یافتہ تھے۔ آئین کے مطابق ہر اسمبلی کی مدت پانچ سال ہوتی ہے۔ 2013ء کے انتخابات کے نتیجہ میں تمام اسمبلیوں نے اپنی آئینی مدت پوری کی جبکہ 2018ء میں قائم ہونے والی اسمبلیوں میں سے پنجاب اور پختونخوا کی اسمبلیاں قبل از وقت ٹوٹ گئیں جبکہ مرکز، سندھ اور بلوچستان کی اسمبلیوں نے اپنی آئینی مدت پوری کی لیکن انتخابات کروانے کے لیے نگران حکومتیں تشکیل دی گئیں جو غیر آئینی طور پر Prolong کی گئیں اور آئین شکنی کا ارتکاب کرتے ہوئے نوے (90) روز میں انتخابات کرانے سے انکار کر دیا گیا اور صریحاً آئین شکنی کے مرتکب ہوئے۔ یہ ایک بہت بڑا سانحہ تھا، جو اپنے دیر پا اثرات چھوڑے گا۔ بہر حال اگرچہ اپوزیشن واویلا کر رہی ہے کہ نئی حکومتیں فارم 45 نہیں بلکہ فارم 47 کے مطابق بنائی گئی ہیں جو بہت بڑا الزام ہے۔ ہم نے اپنے قارئین کو چند ماہ پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اگرچہ قومی سلامتی کے لیے فوری انتخابات ناگزیر ہیں بصورتِ دیگر ملک کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے لیکن ہم بار بار یہ واشگاف اعلان بھی کرتے رہے کہ جانبدارانہ، غیر شفاف اور بڑی سطح پر دھاندلی زدہ انتخابات قومی اور ملکی سطح پر ہلاکت خیز ثابت ہوں گے اگر سانحہ سقوطِ ڈھاکہ انتخابات کے نتائج تسلیم نہ کرنے یعنی جیتنے والی پارٹی کو اقتدار منتقل نہ کرنے سے ہوا تھا تو ایسے انتخابات جو جیتنے والوں کو ہرا دیں اور ہارنے والوں کو جتا دیں تو یہ عمل قومی سلامتی کے لیے بھیانک زلزلہ کے مترادف ہوگا جو مستقبل میں انتہائی تباہ کن ثابت ہوگا۔

ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ اس حوالے سے ہماری رائے نقار خانے میں طوطی کی آواز کے مترادف تھی کیونکہ اور بھی کئی تبصرہ نگاروں نے اس حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا تھا وہ یہ کہ غیر معمولی سطح پر اگر دھاندلی کی گئی تو سیاسی بحران اور معاشی بدحالی میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ حقیقی عوامی مینڈیٹ کو اگر ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا گیا تو اس سے مایوسی پھیلے گی اور وقت گزرنے کے ساتھ بدترین انداز میں شدید ردعمل سامنے آئے گا۔ بہر حال فیصلہ ساز اس سے متفق نہ ہوئے اور اُنہوں نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت پاکستان کو جو سیاسی اور معاشی مسائل درپیش ہیں کیا اُنہیں ایسی حکومت حل کر سکے گی جو عوام کی حمایت سے یکسر محروم ہے۔ سیاسی استحکام کی صورت حال تو چند دنوں میں سامنے آگئی ہے ابھی شروعات ہیں آگے نجانے کیا کچھ ہوگا۔ اسمبلیوں میں تُو تکار سے لے کر ایک دوسرے کو گالیاں دینے کا سلسلہ شروع ہے۔ اپوزیشن نے باقاعدہ طور پر اعلان کر دیا ہے کہ اگر ہم سے زبردستی چھینی ہوئی نشستیں واپس نہ کی گئیں تو ہم اسمبلی ایک دن نہیں چلنے دیں گے۔ اُدھر احتجاج اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ پہلے ہی مظاہرہ میں PTI کے درجنوں کارکن گرفتار کر لیے گئے ہیں، لاٹھی چارج بھی ہوا جس

سے ایک کارکن شدید زخمی ہوا اور تشویشناک حالت میں ہسپتال کے ICU میں پڑا موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ اُدھر حکومت نے اپوزیشن کے صدارتی امیدوار محمود خان اچکزئی کے گھر پر چھاپہ مار کر سیاسی استحکام کی طرف بڑھنے کی بجائے سیاسی عدم استحکام کی چنگاری کو خود ہی شعلہ بنانے کی ناپسندیدہ کوشش کی ہے۔

گویا ہماری چند ماہ قبل دی گئی رائے درست ثابت ہو رہی ہے کہ ایسے انتخابات سیاسی عدم استحکام کو بدترین سطح پر لے جائیں گے۔ جہاں تک معاشی چیلنج کا تعلق ہے اس کا تو سوچتے ہی دل ودماغ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ ہم پہلے بھی قارئین کو بتا چکے ہیں کہ پاکستان نے 2024ء میں ساڑھے چوبیس ارب ڈالر قرضہ واپس کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو سیدھا ناک لیں یا الٹا کسی مثبت طریقے سے یہ قرضہ ادا نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ قومی سلامتی کی نیلامی سے ہی ان حالات میں اتنی بڑی رقم کا بندوبست کیا جا سکے گا۔ کون نہیں جانتا ہے کہ ہماری ایٹمی تنصیبات سے لے کر عسکری سطح پر ہر انداز سے حملہ آور ہونے کی کوشش کی گئی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ کوششیں ناکام بنا دیں کیونکہ دشمن کو یہ خطرہ تھا کہ ایٹمی قوت کے ردِعمل سے وسیع سطح پر تباہی پھیل جائے گی اور وہ خود اس تباہی کی لپیٹ میں آ سکتے ہیں لہٰذا ایک عرصہ ہوا یہ کوشش ترک کر دی گئی پھر پاکستان کی اقتصادی تباہی پر فوکس کر لیا گیا اور روز بروز اس حوالے سے دشمنوں نے اپنی کوششیں تیز سے تیز تر کر دیں۔ بدقسمتی سے مقامی سطح پر اُن سے تعاون ہوا اور وہ بڑی تیزی سے معاشی طور پر پاکستان کو تباہ کرنے میں کامیاب ہوتے جا رہے ہیں۔ صرف ایک مثال کفایت کرے گی دو (2) سال قبل پاکستان کی شرح نمو 6 فیصد تھی اور خزانے میں قریباً 18 ارب ڈالر تھے لیکن گزشتہ برس 0.2 فیصد رہ گئی اور آج خزانے کا انتہائی بُرا حال ہے۔ اب پاکستان دشمن عناصر جن کا سرغنہ شیطانِ بزرگ امریکہ ہے ہماری سلامتی کی قیمت لگائے گا اس کے عوض ہمیں جھوٹی یقین دہانیاں کرائے گا۔ کوئی احمق ہی ہوگا جو ان یقین دہانیوں پر بھروسا کرے گا اور یہ سمجھے گا کہ بھارت ہمیں بے دست وپا دیکھ کر بھی معاف کر دے گا۔ یہ اسی طرح ہے کہ کوئی احمق یہ سمجھے کہ اگر کسی ویرانے میں گوشت پھینک دیا جائے تو وہ گِدوں اور درندوں سے محفوظ پڑا رہ جائے گا۔ یہ حماقت کی نہیں پاگل پن کی انتہا ہوگی۔

اب آجایئے اس سے بھی تشویشناک اور سنگین معاملے کی طرف! گزشتہ دو سالوں میں اس صورتِ حال پر جس صوبہ کے عوام نے بھرپور اور سخت ردِعمل دیا ہے، ان کا تعلق پاکستان کے شمال مغربی صوبہ پختونخوا سے ہے۔ بدطینت امریکیوں کو اس ردِعمل کا پورا پورا اندازہ بلکہ پختہ یقین تھا۔ اُنہوں نے وقت سے پہلے پلاننگ کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان کو افغانستان سے تعلقات بگاڑنے پر مجبور کیا اور ہم سوچے سمجھے بغیر کبھی افغان پناہ گزینوں کو صرف ایک ماہ میں پاکستان سے نکل جانے کا حکم دیتے ہیں۔ پھر افغانیوں کو نقصان پہنچانے کے لیے بار بار طورخم بارڈر بند کر دیتے ہیں، کبھی یکدم یہ حکم دے دیتے ہیں کہ ٹریفک بغیر ویزے جاری نہیں رکھی جا سکے گی۔ اُس میں اصل تکلیف دہ بات یہ ہے کہ عملدرآمد کے لیے کوئی مناسب وقت نہ دیا گیا۔ پھر یہ کہ 10 فیصد ٹرانزٹ ٹیکس لگا دیا گیا اور پاکستان میں کوئی بھی دہشت گردی کا واقعہ ہو تو فوری طور پر بغیر مکمل تحقیقات کے افغانستان پر الزام لگا دیا جانے لگا۔ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ افغانستان کی طرف سے کوئی غلط اقدام نہیں ہوا ہوگا۔ یقیناً ہوا ہوگا لیکن افغان طالبان نے مفاہمت کے لیے مولانا فضل الرحمان کو افغانستان کے دورے کی دعوت دی تو نہ صرف حکومتِ پاکستان نے سرد مہری کا مظاہرہ کیا بلکہ بعد ازاں اس دورے کے حوالے سے اسٹیبلشمنٹ نے اپنی لاتعلقی کا کھلم کھلا اظہار کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ امریکہ کامیاب ہو گیا اور اب دو برادر اسلامی ممالک جو ہمسائے بھی ہیں ایک مرتبہ پھر ایک دوسرے کے دشمن بن چکے ہیں اور امریکہ خوشی سے چھلانگیں مار رہا ہے۔ اس لیے کہ وہ کامیابی سے ڈبل گیم کر رہا ہے۔ امریکہ پاکستان کے حکمرانوں کے ذریعے عمران خان اور اُس کی جماعت پر ظلم کروا رہا ہے۔ یہ جو تحریک انصاف کو انتخابات میں زبردست کامیابی ملی ہے۔ اس کی دوسری وجوہات بھی ہوں گی لیکن اس ظلم کی وجہ سے اُسے ہمدردی کا ووٹ بھی بہت ملا۔ لیکن راتوں رات انتخابات کے نتائج الٹ دیئے گئے۔ جس کا اگرچہ ردِعمل تو سارے ملک میں سامنے آیا لیکن پٹھانوں کا ردِعمل ذرا مختلف انداز سے سامنے آتا ہے اور حُسنِ اتفاق کہہ لیں یا سوئے اتفاق عمران خان پٹھان ہے لہٰذا صوبہ خیبر پختونخوا میں ردِعمل شدید ترین ہے۔ تشویش اور خطرے کی بات یہ ہے کہ پٹھان پر جب غصہ اور اضطراب طاری ہوتا ہے تو پھر وہ نفع نقصان کا حساب نہیں کرتا اور اُس کا ہاتھ بندوق کی طرف بڑھتا ہے۔ ایسی صورت میں جب افغانستان کے پاکستان کے ساتھ تعلقات کشیدہ ہیں تو وہ اسلام آباد کے خلاف صرف زبان سے زہر نہیں اُگلیں گے بلکہ خدانخواستہ وہ خون خرابے کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔ بارڈر کے آر پار کے پشتونوں کا یہ گٹھ جوڑ پاکستان کی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا پاکستان کے فیصلہ سازوں کو اس معاملے میں بڑی سوجھ بوجھ اور احتیاط سے کام لینا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ طاقت نہ ماضی میں مسائل حل کر سکی نہ مستقبل میں ایسا کر سکے گی۔ جہاں تک حالیہ انتخابات کے نتیجہ میں بننے والی حکومت ہے، یہ ایک ایسی کمزور دیوار کی مانند ہوگی جسے بنیادیں کھودنے کے بغیر زمین پر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ جو تیز آندھی کیا، ہوا کے جھونکے سے بھی گر سکتی ہے۔ اس کا واحد سہارا اسٹیبلشمنٹ ہے۔ آنے والے وقت میں IMF سے جیسا بھی معاہدہ ہوگا وہ کچھ اور ہو نہ ہو مزید مہنگائی کا سبب لازماً بنے گا۔ اور عوام میں اب قطعی طور پر سکت نہیں ہے کہ وہ مزید مہنگائی برداشت کریں لہٰذا مستقبل قریب میں پاکستان کے حوالے سے ہمیں کوئی اچھی خبر سنائی نہیں دے رہی لہٰذا وقت دعا ہے۔ اللہ خیر کرے حقداروں کو ان کا حق مل جائے اور سب مل کر پاکستان کی ترقی اور استحکام کے لیے شب وروز کام کریں۔ سچی بات یہ ہے کہ پاکستان میں امن وامان کے قیام اور سیاسی ومعاشی استحکام ہی میں سب کا بھلا ہے۔

# قرآن اور رمضان

## مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی محترم اعجاز لطیف کے یکم مارچ 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

آج کی ہماری گفتگو کا عنوان ہے رمضان اور قرآن۔ میں نے آپ کے سامنے آغاز میں سورہ بقرہ کی آیت 185 کی تلاوت کی ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

اللہ تعالیٰ خود ہمیں رمضان المبارک کا تعارف کروا رہے ہیں۔ رمضان اور قرآن کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ رمضان کو رمضان المبارک بنانے والی چیز نزول قرآن ہے تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا ورنہ سارے مہینے ہی محترم ہیں۔ اس لیے رمضان کے ساتھ خاص طور پر قرآن کا ذکر آیا اور یہ قرآن کتنی بڑی نعمت ہے خود بھیجنے والا کیا کہتا ہے؟ آگے فرمایا:

﴿هُدًی لِّلنَّاسِ﴾ ''لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر۔''

ہم نے اسے صرف ثواب کی کتاب سمجھ کر اختیار کر رکھا ہے جبکہ بھیجنے والا کہتا ہے کہ یہ ہدایت کی کتاب ہے۔ لہٰذا جن کو بھی اللہ سعادت دے وہ رمضان کی راتوں میں قرآن سنیں۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر پڑھیں اور ہدایت کے حصول کے لیے اس میں غور وفکر کیجئے۔ بھیجنے والے نے اس کو اسی غرض و غایت سے بھیجا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں لیکن بھیجنے والے نے کہیں یہ نہیں کہا کہ اس کو صرف ثواب کے لیے پڑھیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت نامہ ہے اور فرمایا:

﴿وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾ ''اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔''

آپ دیکھیے اللہ اس کے لیے الفاظ کیا استعمال کر رہا ہے۔ پہلے ھدی للناس کہا، پھر الھدیٰ والفرقان۔ یعنی مکمل اور حتمی ہدایت اور پھر یہ کہ حق اور باطل کے درمیان فرق کو واضح کرنے کے لیے کسوٹی یہ قرآن ہے۔ اب جن کو اللہ یہ سعادت عطا فرمائے ان کو کیا کرنا ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ﴾ ''تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے (یا جو شخص بھی اس مہینے میں مقیم ہو) اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے۔ اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ تعداد پوری کر لے دوسرے دنوں میں۔''

رحمان کی شفقت دیکھیے کہ جہاں بندہ کسی ایسی حالت میں ہے کہ وہ آسانی سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس کی اجازت دے دی کہ بعد میں رکھ لے۔ حالانکہ وہ چاہتا تو حکم دے سکتا تھا کہ ہر حال میں روزہ رکھو۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں؟

﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫﴾ ''اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا۔''

ایک بندے کو 105 ڈگری کا بخار ہو اور وہ کہے کہ میں نے روزہ نہیں توڑنا تو یہ کوئی تقویٰ کی بات نہیں ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کا حکم مانا جائے۔ اللہ آسانی دے رہا ہے تو آپ آسانی کا راستہ اختیار کریں۔ آگے فرمایا:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ﴾ ''تا کہ تم تعداد پوری کرو۔''

اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ رہ گیا تو اس کی اولین فرصت میں قضا کی جائے گی۔ یہ نہیں کہ رہ گیا تو رہ گیا۔ حتیٰ کہ نفلی روزے بھی بعد میں رکھنے چاہئیں پہلے فرض روزوں کی قضا پوری کرنی چاہیے۔ فرمایا:

﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ﴾ ''اور تا کہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر جو ہدایت اُس نے تمہیں بخشی ہے۔''

اللہ کی طرف سے کوئی نعمت ملے تو اس پر اللہ کی بڑائی اور کبرائی کا اظہار ہونا چاہیے۔ قرآن کی صورت میں اتنی بڑی نعمت اللہ نے رمضان میں عطا کی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس پر اللہ کی کبرائی بیان کی جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے۔ صرف زبان سے اللہ اکبر کہہ دینے سے اللہ کی کبرائی کا اظہار نہیں ہوگا بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں بالفعل اللہ بڑا ہو۔ انفرادی زندگی میں بھی اور اجتماعی زندگی میں بھی۔ پارلیمنٹ میں بھی اللہ بڑا ہو۔ سٹاک ایکسچینج میں بھی اللہ بڑا ہو، بینک، کمپنیوں میں ہر جگہ اللہ بڑا ہو لیکن بدقسمتی سے آج ہم نے سٹیٹ بینک کو کفار کے ہاں گروی رکھا ہوا ہے، سٹاک ایکسچینج پر یہودیوں کا غلبہ ہے اور پارلیمنٹ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو سب کو نظر آ رہا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۸۵﴾ ''اور تا کہ تم شکر کر سکو۔''

رمضان اور قرآن دونوں ہی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ رجب کے مہینے سے دعا مانگنا شروع کر دیتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ))

''اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا دیں۔''

قرآن جیسی بہت بڑی نعمت بھی اسی ماہ میں نازل ہوئی۔ یہ سمجھے کہ رمضان نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ اس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے۔ قرآن اور روزہ کا تعلق خاص ہے۔ قرآن الٰہی ہدایت ہے، اللہ کے احکام جاننے کا ذریعہ ہے اور روزہ انسان میں ضبطِ نفس، self discipline کی

صلاحیت پیدا کرتا ہے جس سے ان احکامات پر عمل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت اور انعام ہے اور روزہ اس نعمت پر عمل کرنے کا ثبوت ہے۔ ان دونوں بڑی نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں رمضان میں روزہ رکھا جائے وہاں قرآن کے ساتھ بھی وقت گزارا جائے۔ قرآن مجید انسان میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس پیدا کرتا ہے اور روزہ عاجزی اور بندگی سکھاتا ہے۔ جتنا زیادہ اللہ کی عظمت کا احساس ہوگا اتنی ہی انسان کے اندر عاجزی پیدا ہوگی۔ جتنا زیادہ اللہ کی نعمتوں کا، اس کے احسانات کا شعور ہوگا اتنا ہی انسان کے اندر یہ احساس پیدا ہوگا کہ میں رب کی بندگی کا حق ادا کر ہی نہیں سکتا۔ خود اللہ کہتا ہے:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ﴾ (النحل:18) ''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو اُن کا احاطہ نہیں کر سکو گے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے بچنے یعنی تقویٰ کا حکم دیتا ہے جبکہ روزہ ہمیں تقویٰ کی عملی طور پر مشق کراتا ہے۔ قرآن حکیم سب سے بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ﴾ (یونس:57)

''اے لوگو! آ گئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور تمہارے سینوں (کے امراض) کی شفا''

قرآن صرف باطنی امراض کے لیے ہی شفا نہیں ہے بلکہ ظاہری امراض کے لیے بھی شفا ہے۔ اسی طرح روزہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنتوں کے مطابق رکھا جائے تو اس سے باطنی فوائد بھی حاصل ہوں گے اور ظاہری بیماریاں بھی کم ہوں گی۔ جاپان کے ایک سائنسدان کو نوبل پرائز ملا اس نے تحقیق کی کہ اگر انسان ایک ماہ تک سولہ سے اٹھارہ گھنٹے بھوکا رہے تو اس کے اندر سے کینسر کے اثرات ختم ہونا شروع ہو جائیں گے۔ دنیا ٹھوکریں کھا کھا کر آج اس نتیجے پر پہنچ رہی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ ساری باتیں بتا دیں۔ اسی آیت میں اگلی دو چیزیں بھی بیان ہوئیں:

﴿وَّهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۷﴾ ''اور اہل ایمان کے لیے ہدایت اور (بہت بڑی) رحمت۔''

قرآن مجید potentially انسانیت کے لیے ہدایت نامہ ہے لیکن اس سے ہدایت وہی پائے گا جس کے اندر تقویٰ ہوگا۔ یہ شرط قرآن کے شروع میں ہی بتا دی:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲﴾ (البقرۃ) ''یہ الکتاب ہے اس میں کچھ شک نہیں''۔ یا ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔''

قرآن سے ہدایت تقویٰ والوں کو حاصل ہوگی اور روزہ کا حاصل تقویٰ ہے۔ یعنی جو روزہ رکھے گا تو اس کو قرآن سے ہدایت بھی حاصل ہوگی۔ سورہ یونس میں آگے فرمایا:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ﴾ ''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (نازل ہوا) ہے''

یہ نعمتیں اللہ کے فضل اور رحمت سے ملتی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل تھا کہ ہم مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ورنہ کسی ہندو کے گھر بھی پیدا ہو سکتے تھے اور ساری زندگی گائے کا پیشاب پیتے رہتے۔ آگے فرمایا:

﴿فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ﴾ ''تو چاہیے کہ لوگ اس پر خوشیاں منائیں!''

ویسے اسلام میں کسی بات پر فخر کرنے کی یا اترانے کی اجازت نہیں ہے لیکن قرآن کے معاملے میں اللہ خود کہہ رہا ہے کہ یہ اتنی بڑی نعمت تمہیں ملی ہے اس پر خوشیاں مناؤ۔ فرمایا:

﴿هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۵۸﴾ ''وہ کہیں بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔''

لوگ کس بات پر خوش ہوتے ہیں؟ زیادہ پیسہ ہو، کار، کوٹھی، بنگلا، بزنس ہو۔ حالانکہ یہ سب چیزیں انسان کو بچا نہیں سکتیں اگر ہدایت نہ ہو اور ہدایت قرآن سے ملے گی۔ دنیوی مال انسان کو آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دے گا جبکہ قرآن آخرت میں انسان کے مرتبہ میں اضافے کا باعث بنے گا۔ حدیث کا مفہوم ہے اللہ حافظ قرآن سے فرمائے گا قرآن پڑھتا جا اور منزلیں طے کرتا جا، تیرا آخری درجہ وہ ہوگا جہاں آخری آیت پڑھے گا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کی دولت زیادہ سے زیادہ سینے میں محفوظ کرنا چاہیے۔ ہم آج تک یہی سمجھتے آئے ہیں کہ قرآن اللہ کی آخری کتاب اور قیامت تک انسان کے لے ہدایت ہے۔ یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست ہیں لیکن کیا ہمارے ایمان کا یہ بھی حصہ ہے کہ اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اس سے بڑی کوئی اور دولت نہیں ہے۔ یہ اگر آج تک نہیں تھا تو اب اس آیت کی روشنی میں اس کو بھی اپنے ایمان کا حصہ بنائیں اور اس دولت کو حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں کیونکہ دنیوی دولت تو ہم دنیا میں ہی چھوڑ جائیں گے، یہی وہ دولت ہے جو ہمیں آخرت میں کام آوے گی۔ ہم سمجھتے ہیں جو دنیوی لحاظ سے کامیاب ہے وہی بہتر ہے حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ)) (رواہ البخاری) ''تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن کا علم حاصل کریں اور (دوسروں کو) اس کی تعلیم دیں۔''

اگر بہترین لوگوں میں شامل ہونا ہے تو قرآن سیکھنے یا سکھانے والوں میں سے ایک گروہ میں لازماً مجھے شامل ہونا چاہیے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کرم ہے، احسان ہے کہ اب یہ ایسا موسم بہار آ رہا ہے کہ ماضی میں اگر کسی کو ایسے کسی گروہ میں شامل ہونے کی توفیق نہیں ہوئی تو اب وہ کم از کم سیکھنے والوں میں شامل ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے۔ انہوں نے نماز تراویح کے وقفہ میں دورہ ترجمہ قرآن شروع کیا تھا۔ آج پورے پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں کئی مقامات پر ہوتا ہے اور رمضان کے آخر تک پورے قرآن کا ترجمہ اور تشریح ہو جاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جا کر کلام اللہ کی دو آیتیں سیکھ لے یہ اس کے حق میں دو اونٹنیوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔ آج کے زمانے میں جیسے آپ سمجھتے کہ دو پرائیویٹ ایئر کرافٹ آپ کو مل جائیں اس سے زیادہ بڑی دولت یہ ہے کہ آپ قرآن کی دو آیات سیکھ لیں۔ اگر پورا قرآن کوئی سیکھ لے تو یہ کتنی بڑی دولت ہوگی۔ پھر یہ کہ قرآن جامع ترین ذکر اور افضل ترین کلام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص قرآن میں اتنا محو ہوگیا کہ میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے کی فرصت نہ ملی تو میں اس کو اس سے بہتر عطا کرتا ہوں جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔'' جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس میں بار بار اللہ سے سوال تو خود بخود آ رہے ہوتے ہیں۔ جیسے:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۲۰۱﴾ (البقرۃ) ''پروردگار! ہمیں اس دنیا میں بھی خیر عطا فرما اور آخرت میں بھی خیر عطا فرما اور ہمیں بچا لے آگ کے عذاب سے۔''

اللہ سے بڑھ کر ہماری ضرورتوں کو کون جاننے والا ہے۔ وہ

سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے۔ اگر ہماری راتیں قرآن کے ساتھ گزریں گی تو اللہ ہمارے مسائل بھی حل کرے گا اور ہمیں بغیر مانگے ہمیں عطا بھی کرے گا۔ اسی حدیث میں آگے فرمایا: اور تمام کلاموں کے مقابلہ میں کلام اللہ کو وہی عظمت و بزرگی حاصل ہے جو اللہ رب العزت کو اس کی تمام مخلوقات پر حاصل ہے۔ یعنی قرآن سب سے افضل ذکر اور سب سے افضل دعا بھی ہے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی حالت میں قرآن کا پڑھنا غیر نماز میں قرآن پڑھنے سے افضل ہے۔'' یعنی نماز میں قرآن کی فضیلت اور بڑھ جاتی ہے۔ رمضان میں ہمیں یہ موقع ملتا ہے کہ ہم پورا قرآن نماز تراویح میں پڑھتے ہیں اور اگر آپ دورہ ترجمہ قرآن میں شریک ہوتے ہیں تو آپ نماز تراویح کے ساتھ ساتھ پورے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر بھی سن سکتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو بھی قوم (جماعت) اللہ کے گھروں یعنی مساجد میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتی اور سمجھنے سمجھانے کی کوشش کرتی ہے اس پر سکینت نازل ہوتی ہے، اسے اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے اسے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے، جو اس کے پاس رہتے ہیں یعنی مقربین ملائکہ میں"۔

آج ہر شخص پریشانیوں اور ذہنی الجھنوں کا شکار ہے۔ اگر ہم رمضان میں قرآن کی ایسی محفلوں میں شرکت کریں گے تو اللہ ہمیں ان الجھنوں اور پریشانیوں سے بھی نجات دلائے گا۔ قرآنی محفل کا پہلا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس پر سکینت طاری ہو جائے گی۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان پر اللہ کی رحمت چھا جائے گی۔ فرشتے ایسی محفل کو پروٹوکول دیں گے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ قرآنی محفل میں شریک لوگوں کا ذکر اپنے مقربین میں کرتا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی اور ایسا عمل ہے جس کو اس قدر فضیلت حاصل ہو۔ جو بھی خواتین و حضرات دورہ ترجمہ قرآن میں شریک ہوں گے ان کو یہ ساری فضیلت حاصل ہوگی۔ ان شاء اللہ

یہ قرآن مجید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا زندہ جاوید معجزہ ہے۔ معجزہ اسے کہتے ہیں جس کا جواب دینے سے انسان عاجز ہو جائے۔ قرآن کے معجزہ ہونے کے ان گنت پہلو ہیں۔ ایک پہلو جو اعداد و شمار کے حوالے سے ہے اس کی صرف چند مثالیں یہاں پیش کرنا مقصود ہیں۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی wider wisdom میں مختلف چیزوں کا تذکرہ کیا جیسا کہ سورہ آل عمران میں فرمایا:

﴿اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

''بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے۔ اس کو مٹی سے بنایا پھر کہا ہو جا تو وہ ہو گیا۔''

آدم علیہ السلام کو بھی اللہ نے پیدا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دونوں کے والد نہیں تھے۔ یہ ایک مماثلت آ گئی۔ اسی طرح قرآن میں آدم علیہ السلام کا ذکر پچیس مرتبہ آیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی پچیس مرتبہ آیا۔ اسی طریقے سے سورہ آل عمران کی ایک آیت میں ذکر ہے کہ لوگ کہتے ہیں سود بھی تو تجارت کی طرح ہی ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا سود کو حرام قرار دیا۔ قرآن میں تجارت کے لیے بیع کا لفظ آتا ہے جو کہ چھ مرتبہ آیا ہے جبکہ ربا (سود) کا لفظ سات مرتبہ آیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں برابر نہیں ہیں۔ اسی طرح الیوم کا لفظ قرآن میں 365 مرتبہ آیا ہے اور سال کے بھی اتنے ہی دن ہوتے ہیں۔ اسی طرح لفظ الشھر (مہینہ) قرآن میں بارہ مرتبہ آیا ہے اور سال میں بارہ ہی ماہ ہوتے ہیں۔ کیا کسی کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ کوئی کتاب لکھے اور اس کے اندر اس طرح کے معجزاتی پہلو ہوں۔ اسی طرح قرآن میں لفظ الدنیا 115 مرتبہ آیا ہے اور الآخرہ بھی 115 ہی مرتبہ آیا ہے۔ اس لیے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں بویا جائے گا وہی وہاں کاٹا جائے گا۔ اسی طرح ملائکہ (جو خیر کی قوتیں ہیں) کا ذکر قرآن میں 88 مرتبہ آیا ہے اور شیاطین (جو شر کی قوتیں ہیں) کا ذکر بھی 88 مرتبہ آیا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے اعداد و شمار ہیں جو کہ برابر ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے اعداد و شمار بھی ہیں جن کی گہرائی میں جائیں تو سائنسی حقائق سامنے آتے ہیں۔ جیسے قرآن میں البحر (سمندر) کا لفظ 32 مرتبہ آیا ہے جبکہ البر (خشکی) کا لفظ 13 مرتبہ آیا ہے۔ دونوں کو جمع کریں تو 45 بنتے ہیں۔ اب 45 کا 71.11 فیصد 32 ہے اور کرہ ارض پر 71.11 فیصد ہی پانی ہے۔ اسی طرح 45 کا 28.88 فیصد 13 ہے اور کرہ ارض پر 28.88 فیصد ہی خشکی ہے۔ اس قدر معجزاتی پہلو اللہ کے کلام میں موجود ہیں۔ ہم نے قرآن پر غور ہی نہیں کیا۔ یہی ہمارے زوال کی وجہ ہے۔ شاعر نے کہا:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

رمضان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ایک بار پھر یہ موقع دے رہا ہے کہ ہم قرآن فہمی کے دور سے گزریں۔ ہر انسان کوشش کرے کہ وہ اس رمضان میں ایک مرتبہ کم از کم پورے قرآن کا ترجمہ کے ساتھ مطالعہ کرے۔ الحمدللہ! تنظیم اسلامی کے تحت ملک بھر میں 150 مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ 25 مقامات پر بانی تنظیم اسلامیؒ کے دورہ ترجمہ قرآن کی ویڈیوز دکھائی جاتی ہیں۔ ان شاء اللہ۔ اس حوالے سے ہم ایک ایپ بھی جلد متعارف کروانے والے ہیں جس کے ذریعے آپ کو ان سارے مقامات کا پتہ چل جائے گا اور گوگل میپ کے ذریعے آپ اپنے قریب ترین مقام پر دورہ ترجمہ قرآن میں شرکت کر سکیں گے۔ ہم سب کو ارادہ کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جو قرآن جیسی سب سے بڑی نعمت نازل کی ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں تاکہ ہماری زندگیوں میں بھی انقلاب آ سکے اور ہمارے معاشرے میں بھی انقلاب کا ذریعہ بن سکے۔ اللہ کا وعدہ یہ ہے کہ: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ ''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا''

شکر کی عملی شکل یہ ہے کہ جو نعمت عطا کی گئی ہے اس سے بھرپور استفادہ حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید عطا فرمائے گا۔ بصورت دیگر: ﴿وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ (ابراہیم) ''اور اگر تم کفر کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔''

اگر ہم نعمت کی ناقدری کریں گے تو پھر ہم پر اللہ کا عذاب بھی آئے گا۔ آج ہم بالفعل اس عذاب کا شکار ہیں۔ طرح طرح کے بحرانوں میں ہمارا ملک گھرا ہوا ہے۔ اس صورتحال سے نکلنے کے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ ہم قرآن سے استفادہ حاصل کریں۔ جو گزشتہ رمضان میں حیات تھے وہ آج ہم میں نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ ہم میں سے کسی کا آخری رمضان ہو۔ اس لیے بھی یہ بہترین موقع ہے کہ ہم قرآن سے ہدایت پائیں اور اپنی آخرت کو سنوارنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۞۞۞

# رمضان کا پہلا عشرہ رحمت عامہ

محمد اکرم اعوان

روزہ روحانی تربیت اور حصول رحمت کے لیے ایک خاص اہتمام ہے۔ روزے کی فرضیت ایک خاص مقصد تقویٰ کے حصول کے لیے ایک تربیتی پروگرام ہے۔ تقویٰ ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جو انسان کو اللہ کی نافرمانی سے روک دے اور عملاً اللہ کی عظمت سے آشنائی نصیب ہو یعنی انسان کا ہر عمل اس بات کی گواہی دے کہ اسے اللہ سے تعلق عبدیت حاصل ہے اور وہ اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی عظمت سے کسی نہ کسی درجہ میں آشنا ہے گویا روزہ وہ نعمت ہے جس کے نتیجے میں مومن کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے ایک ایسا تعلق نصیب ہو جائے جو غلط ہاتھ کو اُٹھنے اور قدم کو چلنے سے تھام لے اور حدود اللہ سے تجاوز نہ کرنے دے۔ اس میں رحمت باری کا سیلاب امڈتا ہے

رمضان المبارک بہت برکتوں، رحمتوں اور بہت زیادہ بخشش کا مہینہ ہے۔ یہ ماہ مبارک اپنی برکات اپنے انعامات اور اللہ کی عطا و بخشش کے اعتبار سے تمام مہینوں کا سردار مہینہ ہے۔ جسے اللہ کریم نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے اور انسانی فطرت اور مزاج کے مطابق اس کا اہتمام فرمایا ہے کہ ساری کائنات سے کاٹ کر جائز ضروریات سے بھی مقررہ اوقات میں کنارہ کش کر کے اپنے روبرو بٹھا کر شرف ہم کلامی عطا فرمایا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: "یہی تو وہ مہینہ ہے جس میں میں نے تم سے بات کی اور جس کی خوشی میں ہر سال یہ پورا مہینہ تمہیں عطا کر دیا"۔

رمضان المبارک کی اصل اساس یہ ہے کہ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جسے ایک خاص تقدس، ایک خاص اعزاز دے کر ایک سر بلندی دے کر اس لیے منتخب فرمایا گیا کہ اس میں اللہ کا کلام نازل ہوا۔ ہر نبی پر جو کلام الٰہی نازل ہوا اس کی ابتدا رمضان المبارک ہی میں ہوئی اور قرآن کریم بھی سارے کا سارا علم الٰہی سے لوح محفوظ میں آیا، لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر رمضان المبارک میں منتقل فرمایا گیا اور نزول وحی کی ابتدا اسی ماہ مبارک میں ہوئی پھر مسلسل نازل ہوتا رہا۔ اس مہینے کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ مشتِ غبار میں وہ اہلیت پیدا کرتا ہے، وہ پاکیزگی پیدا کرتا ہے، وہ طہارت پیدا کرتا ہے، وہ لطافت لے آتا ہے کہ کلام الٰہی کو سننے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ارزاں ہو جاتی ہے۔ جس میں عملاً یہ تربیت دی جاتی ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں یہ تقدس نہیں ہوتا وہاں کلام الٰہی سے ہدایت نصیب نہیں ہوتی ہے۔ سو رمضان کا مجاہدہ روزہ رکھنا، تراویح پڑھنا ہے پھر یہ کہ مجاہدہ کرنا ہے تو تقویٰ کے حصول کے لیے کرو۔ اللہ کو پانے اور اُسے راضی کرنے کے لیے کرو۔ اس کے قرب کو پانے کے لیے کرو۔ اس کا قرب مل گیا تو جنت آپ کے قدموں میں ہوگی اور اس مقصد ہی سے ہٹ گئے تو اس کا قرب کیسے ملے گا؟

یوں تو رمضان کی ہر رات کا قیام تراویح اور تہجد، ہر ایک کی اپنی خصوصیت ہے۔ دن بھر اللہ کی فرمانبرداری میں جائز امور سے پرہیز بندہ مومن کو ذات باری سے ایک خاص قرب عطا کرتا ہے کہ اللہ تو رگ جاں سے بھی زیادہ قریب تر ہے۔ لیکن قریب ہونا اور بات ہے اور بندے کو قرب کا احساس ہو یہ اور بات ہے تو روزہ انسان کے اندر اس احساس کو بیدار کرتا ہے کہ اس کا مالک اس کے پاس ہے یہ احساس ترقی کرتا ہے اور بندہ اپنا محاسبہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ پہلے عشرے میں رحمتِ خداوندی سے احساسِ زیاں پیدا ہوا جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت عامہ کا ہے۔ جس میں رحمت باری کا سیلاب امڈتا ہے اور رحمت باری ہر لحظہ ہر آن پورے جوبن سے برس رہی ہوتی ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے کاسۂ دل کو سیدھا رکھتے ہیں۔ اگر کہیں کمی ہوتی ہے تو ٹیڑھا پن کاسۂ دل میں ہوتا ہے۔ بارانِ رحمت میں کمی نہیں ہوتی کہیں ہمارے اعتقاد کی کمزوریاں، کہیں رسومات کی پیروی، کہیں ہمارے کردار کی خامیاں ہمارے کاسۂ دل کو ٹیڑھا کر دیتی ہیں اور اس میں کچھ نہیں پڑتا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے کاسۂ دل کو سیدھا رکھا اور رحمت باری سے بھر لیا۔ دوسرے عشرے تک احساسِ ندامت نے زور پکڑا اور اصلاح احوال، توبہ اور مغفرت کے لیے کوشاں ہوا جب اپنا احتساب کرنے کا حوصلہ آیا تو تیسرے عشرے کی طاق راتوں میں اپنے ربّ کریم کی بے پایاں مغفرت کا طالب ہوا۔ راتوں کو قیام کا ذوق عطا ہوا تو اللہ کریم کی طرف سے مزید سہولت عطا ہوئی۔ رمضان المبارک کو اپنے نقوش ثبت کرنے چاہئیں عملاً اور شکلاً جو روزہ ہے کہ کھانے پینے سے رک گئے یا اور امور سے رک گئے یہ پابندی تو ختم ہو گئی۔ رمضان المبارک کا مہینہ تو گزر گیا لیکن ہر خطا سے رکنے کی پابندی کو اگر طبیعت میں جگہ دے گیا تو رمضان گیا نہیں رمضان موجود ہے۔ اگر جھوٹ بولنے سے ڈر لگتا ہے تو رمضان موجود ہے، اس کی برکات موجود ہیں۔ اگر حرام کھانے سے ڈر لگتا ہے تو رمضان موجود ہے، اس کی برکات موجود ہیں۔ اطاعت الٰہی کی رغبت باقی ہے تو رمضان باقی ہے اس کی برکات باقی ہیں اور اگر یہ چیزیں نصیب نہیں ہوئیں تو پھر واقعی رمضان گزر گیا اور گزرے ہوئے لمحات لوٹا نہیں کرتے۔ اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی خطاؤں کی بخشش چاہتے ہوئے اپنے گناہوں اور لغزشوں کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی اور ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھا تو ایک روزہ زندگی بھر کی خطاؤں کی بخشش کے لیے کافی ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ایمان بڑا مضبوط ہے۔ یاد رکھیے جو ایمان اللہ کی نافرمانی کرنے سے روکنے کا کام نہیں کرتا وہ مضبوط نہیں کمزور ہے۔ جو ایمان حرام کھانے کو برداشت کر لیتا ہے اور حلال پہ اصرار نہیں کرتا جو ایمان فرائض کی پابندی سے محروم انسان کے ساتھ گزارا کرتا ہے وہ کمزور ہے۔ آج ہمارے ایمان میں دراڑیں پڑ چکی ہیں جو رسومات ہم نے خود ایجاد کیں۔ انہیں ہم اپنے لیے باعث عزت سمجھ کر پوری پابندی سے ان پر عمل کرتے ہیں وہ شادی کی ہوں، جنازے کی ہوں، مرنے والے کی ہوں، پیدا ہونے والے کی۔ ہر رسم کو ہم فرض عین سے زیادہ اہمیت دے کر نبھاتے ہیں۔ اس لیے کہ اس میں ہم اپنی اور اپنے ذاتی وقار کو داؤ پر نہیں لگا سکتے۔ جب اطاعت الٰہی کی بات آتی ہے تو ہم نرم پڑ جاتے ہیں۔ طبیعت خراب ہو تو نماز چھوٹ جاتی ہے۔ مہمان آ جائیں تو ذکر الٰہی رہ جاتا ہے۔ حلال و حرام کی تمیز بہت کم رہ جاتی ہے۔ یہ کمزور ایمان ہے۔

رمضان کے روزے فرض کیے جانے کی غرض و غایت ہی یہی ہے کہ صفت تقویٰ عطا ہو جائے، اندر کا انسان یعنی روح جیں بہار آشنا ہو سکے، پھل پھول سکے، اپنی خوشبو دے سکے اور اپنے کمال کو پا سکے۔ یہ مہینہ صرف روزوں کا نہیں حقیقی تبدیلی کا مہینہ ہے۔ یہ ایک بھٹی ہے جس طرح سونے کو بھٹی میں ڈالا جائے تو اس کا کھوٹ نکل جاتا ہے۔ اسی طرح رمضان کے تیس دن ایک بھٹی ہے۔ اس میں سے مومن کندن بن کر نکلتا ہے۔ اللہ کریم اس پر استقامت

دے اور آئندہ نیکی پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے تو بندہ نے روزے کے مقصد کو پالیا۔

اللہ کریم تم سے بیگار نہیں لینا چاہتے ،تم پر بوجھ نہیں لادنا چاہتے ، بلکہ تمہیں وہ طرزِ عمل بتا رہے ہیں جس میں تمہیں اللہ سے ایک خالص تعلق پیدا ہو جائے گا،تم اللہ سے محبت کرنے لگو،اللہ کو چاہنے لگو اور اس حد تک اللہ کے طالب بن جاؤ کہ تمہیں اللہ کی نافرمانی کا تصور بھی نہ آئے۔ یہ سب کچھ انسان کو مجبور کرنے یا اس پر مصیبت ڈالنے یا اس پر بوجھ ڈالنے کے لیے نہیں بلکہ یہ تو نری آسانیاں ہیں۔ آپ معاشرے میں اور زندگی میں دوسرے طریقوں کو بھی آزما کر دیکھ لیں اور اسی طرح کام کو شرعی طریقے سے بھی کر کے دیکھ لیں تو شرعی طریقے سے کام کرنا غیر شرعی طریقے کی نسبت آسان ہوگا۔اس میں آسانی بھی ہے،اس میں اللہ کی رحمت بھی ہے اور اس میں اللہ کی یاد قدم قدم پہ وابستہ ہے ایک ایک دم کے ساتھ وابستہ ہے۔ہم جب کوئی کام اللہ کے حکم کے مطابق کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق کر رہے ہیں تو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی یاد بھی اس میں دم دم کے ساتھ وابستہ ہے اور یہی مقصدِ حیات ہے۔ یہ سعادت ہے کہ ہم سب کو اللہ کریم سے اتنا تعلق پیدا ہو جائے ،اتنی محبت پیدا ہو جائے ،جنوں کی حد تک عشق پیدا ہو جائے کہ اللہ کی نافرمانی برداشت نہ کر سکیں۔ ❁❁

## دعائے مغفرت — اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے مبتدی رفیق حفیظ اختر وفات پا گئے۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے مقامی امیر محمد اعجاز خان کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت:0349-8887738

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ناظم بیت المال محترم زبید اقبال کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت:0312-5293001

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ناظم تربیت حمزہ شاہد کی خالہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت:0321-5006192

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

**پریس ریلیز 8 مارچ 2024ء**

# پیمرا ٹی وی چینلز پر رمضان المبارک کے تقدس کو پامال ہونے سے روکے

## شجاع الدین شیخ

پیمرا ٹی وی چینلز پر رمضان المبارک کے تقدس کو پامال ہونے سے روکے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے جو رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے لیکن گزشتہ چند سالوں سے ٹی وی چینلز پر خصوصی رمضان ٹرانسمیشنز کے نام پر جو بیہودگی اور کھیل تماشا ہوتا ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پیمرا تمام ٹی وی چینلز کو ایک ضابطہ اخلاق کا پابند بنائے اور صرف دین کا علم رکھنے والے حضرات کو رمضان ٹرانسمیشن کے پروگراموں میں شرکت کی اجازت دی جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ سحر اور افطار کی مقدس ساعتوں میں غیر اخلاقی اور فحاشی پر مبنی اشتہارات اور پروگراموں پر بھی پابندی عائد کی جائے۔ اُنھوں نے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک طرف اسرائیل غزہ کے مسلمانوں پر بدترین بمباری کر رہا ہے اور روزانہ کی بنیاد پر سینکڑوں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی شہادت ہو رہی ہے لیکن دوسری طرف ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ صہیونی نواز کمپنی KFC کے تعاون سے PSL کا میلہ جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک اسلامی نظریاتی ریاست میں ٹی وی چینلز پر کسی بھی قسم کے غیر اسلامی اور خلاف شریعت مواد کی نشریات اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات سے اعلانیہ بغاوت ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس ماہ مبارک کے دوران انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کریں۔ فلسطینی مسلمانوں اور مسجدِ اقصیٰ کی حرمت کے لیے خصوصی نوافل اور دعاؤں کا اہتمام کیا جائے اور غزہ کے مجبور اور محصور مسلمانوں کی ہر ممکن مالی مدد کی جائے۔ حکومتِ پاکستان پر عوامی دباؤ بڑھایا جائے کہ فلسطینی مسلمانوں کی عسکری مدد بھی کی جائے۔ رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے اس بات کا عزم کریں کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے۔ تب ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُخروی نجات حاصل ہوگی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

# امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(22 تا 28 فروری 2024ء)

جمعرات (22-فروری) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (23-فروری) قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (24-فروری) کو دورہ ترجمہ قرآن کی تیاری کے حوالہ سے کراچی کی 2 تنظیم میں رفقاء کے اجتماع میں بمع فیملی شرکت کی۔ رفقاء سے مختصر گفتگو میں ترغیب و تشویق دلائی۔

پیر (26-فروری) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ سے گفتگو کی اور سوال جواب کا سیشن ہوا۔

بدھ (28-فروری) کو قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ سے گفتگو کی اور سوال و جواب بھی ہوئے۔

ایک میڈیا چینل کے لیے دورہ ترجمہ قرآن کی 16 دن کی ریکارڈنگ مکمل ہو گئی ہے۔

نائب امیر سے آن لائن مستقل رابطہ رہا۔

# جہاں عقیدے کا تحفظ ضروری ہے وہیں حدود اللہ کا تحفظ بھی ضروری ہے لہٰذا دینی جماعتوں کو نفاذِ اسلام کے لیے بھی جدوجہد کرنی چاہیے: شجاع الدین شیخ

## چیف جسٹس نے فیصلے میں جن قرآنی آیات کا حوالہ دیا ہے وہ موقع ومحل سے مناسبت نہیں رکھتیں: رضاء الحق

## اگر اس پورے فیصلے کو واپس نہ لیا گیا تو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کی ڈیڑھ سوسالہ جدوجہد پر پانی پھر جائے گا اور قادیانیوں کو اپنے جھوٹے مذہب کو پھیلانے کی مکمل چھوٹ مل جائے گی: محمد متین خالد

# قرآن مجید کی تفسیر اور قادیانیوں کے مذموم مقاصد کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

**سوال:** ”تفسیر صغیر“ کا مصنف کون تھا اور سپریم کورٹ میں مبارک ثانی کے خلاف جو مقدمہ چلا ہے اس کی کیا تفصیلات ہیں؟

**محمد متین خالد:** قادیانی مرزا بشیر الدین محمود کو اپنا دوسرا خلیفہ مانتے ہیں یہ تفسیر اس نے لکھی تھی جو کہ تحریف شدہ ترجمہ قرآن اور گمراہ کن تفسیر ہے مگر اس پر انہوں نے نام قرآن مجید کا لکھا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ۔ اس کتاب پر 2016ء میں حکومت پنجاب نے پابندی عائد کر دی تھی لیکن اس کے باوجود آج تک یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔ یہ ریاست کی رٹ کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس نے ان کو چھوٹ دی ہوئی ہے۔ 2019ء میں بھی اس کے خلاف ہائی کورٹ میں ایک پٹیشن دائر ہوئی اور اس پر جسٹس شجاعت علی خان نے بڑا واضح فیصلہ دیا تھا کہ کوئی غیر مسلم قرآن مجید کا ترجمہ شائع کر سکتا ہے اور نہ ہی قرآن کا کوئی حصہ شائع کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی قادیانی باز نہیں آئے۔ دو دن بعد ہی انہوں نے چناب نگر میں پروگرام کیا اور کہا کہ ہم ”تفسیر صغیر“ کو تقسیم کریں گے۔ اس پر ان کے خلاف ایف آئی آر درج کروانے کی کوشش کی گئی لیکن اوپر سے آرڈر آ گیا کہ FIR درج نہیں ہوگی۔ بڑی مشکل سے 2022ء میں جا کر FIR درج ہوئی لیکن پھر بھی ملزم کو گرفتار کرتے ایک سال لگ گیا۔ اس کے بعد سیشن کورٹ میں اس کی ضمانت کا کیس آتا ہے۔ کیس کو پوری طرح کھنگالا گیا، چھان بین ہوئی اور سیشن جج نے ضمانت مسترد کر دی۔ قادیانی ہائی کورٹ میں گئے وہاں بھی ضمانت کے لیے درخواست مسترد ہو گئی۔

**سوال:** اس متنازع تفسیر کا مصنف کوئی اور تھا لیکن گرفتار مبارک ثانی نامی شخص ہوا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

**محمد متین خالد:** FIR میں جن اصل ملزمان کے نام تھے ان کو کلیدی عہدوں پر بیٹھے ہوئے قادیانیوں نے گرفتار نہیں ہونے دیا۔ مبارک ثانی اس لیے گرفتار ہوا کہ یہ وہی متنازع تفسیر دیہاتوں میں تقسیم کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔ FIA کی فرانزک رپورٹ کے مطابق یہ متنازع

**مرتب: محمد رفیق چودھری**

تفسیر جہاں جہاں تقسیم ہوئی اور جہاں جہاں اپ لوڈ ہوئی اس کا ذمہ دار مبارک ثانی تھا۔ اب سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے اس کی ضمانت منظور کر لی ہے۔ چیف جسٹس کو چاہیے تھا کہ وہ مدعی کے وکیل کی بات بھی سنتے اور اس کے بعد فیصلہ دیتے۔ چیف جسٹس نے کہا کہ میں نے سرکاری وکیل کو سننا ہے۔ سرکاری وکیل پیش ہوئے اور انہوں نے کہا مجھے ایک دن کی مہلت دی جائے تاکہ میں تیاری کر سکوں لیکن چیف جسٹس نے ان کو بھی جھڑک دیا اور نہیں سنا۔ چنانچہ صرف قادیانی وکیل کے دلائل سنے اور اس کے مطابق فیصلہ دے دیا۔ حالانکہ انہیں مسلمان وکیل کے دلائل کو بھی سننا چاہیے تھا۔

**سوال:** 6 فروری 2024ء کو قاضی فائز عیسیٰ نے مبارک ثانی کو رہا کرنے کا حکم جاری کیا۔ قاضی فائز عیسیٰ کے اس فیصلے میں قابلِ اعتراض نکات کون کون سے ہیں؟

**رضاء الحق:** میں فیصلے کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے اس کا تجزیہ کروں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ عدالت کو مدعی کے وکیل کو بھی سننا چاہیے تھا اس کے بعد فیصلہ دینا چاہیے تھا لیکن عدالت نے FIR یا فردِ جرم میں جتنی دفعات لگی ہوئی تھیں ان سب کو خارج کرتے ہوئے فوجداری ترمیمی ایکٹ 1932ء کی دفعہ 5 کے تحت فیصلہ دے دیا جس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ایسی کتاب کی اشاعت و ترسیل کرتا ہوا پکڑا گیا جس پر پابندی لگ چکی ہو تو اس کو چھ ماہ کی قید ہوگی۔ چیف جسٹس نے کہا ملزم کو چھ ماہ زائد قید میں ہو چکے ہیں لہٰذا اس کو رہا کر دیا جائے۔ حالانکہ یہ کسی عام کتاب کا معاملہ نہیں تھا بلکہ قرآن مجید کی توہین کا معاملہ تھا۔ اسی لیے FIR میں پنجاب ہولی قرآن پرنٹنگ اینڈ ریکارڈنگ ایکٹ 2011ء کا حوالہ دیا گیا تھا جس کی دفعہ 7 میں بڑی تفصیل کے ساتھ درج ہے کہ قرآن مجید کے جو مسلمہ ترجمے اور تفاسیر ہیں ان سے ہٹ کر کوئی تحریف شدہ ترجمہ، تفسیر یا قرآن کا کوئی حصہ شائع کرے گا تو اس ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت اس کو باقاعدہ سزا ہوگی۔ پھر یہ کہ فردِ جرم میں 295 بی اور 298 سی کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ 295 بی کے مطابق اگر کوئی شخص جان بوجھ کر قرآن مجید کے کسی حصہ یا ترجمہ میں تحریف کرتا ہے اور اس کو شائع کرتا ہے تو اس کی سزا تین سال سے لے کر تاحیات قید ہو سکتی ہے۔ اسی طرح 298 سی کے مطابق قادیانی، احمدی یا لاہوری گروپ خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اسلامی شعائر کو اپنا سکتے ہیں، نہ اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی کتابوں کو قرآن کہہ سکتے ہیں۔ لیکن چیف جسٹس صاحب نے ان تمام دفعات کو نظر انداز کرتے ہوئے فیصلہ سنا دیا۔ فیصلے کے دوسرے حصے میں چیف جسٹس نے آئین کے آرٹیکل 20 اور 22 کی جو تشریح کی اس میں بھی سقم موجود ہیں۔ ان آرٹیکلز میں مذہبی آزادی کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے وہ

قادیانیوں کے لیے نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں دفعات میں بیان کردہ مذہبی حقوق قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع ہیں جن کا سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں ذکر نہیں کیا اور قادیانی تو آئین اور قانون میں بیان کردہ ان دفعات کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 260 کی شق 3A میں مسلم کی تعریف بھی موجود ہے اور 3B میں قادیانی کی تعریف بھی موجود ہے۔ لیکن قادیانی خود کو اقلیت نہیں مانتے بلکہ وہ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دھوکا دے رہے ہیں۔ لہٰذا مذہبی آزادی کے حوالے سے جو قانون ہے وہ ان پر لاگو نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ جسٹس صاحب نے جو قرآنی آیات کا حوالہ دیا ہے وہ موقع محل کے مطابق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے قرآن کی آیت: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (البقرۃ:256) ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔'' کا حوالہ دیا اور اس کی غلط تشریح کرنے کی کوشش کی جس کا مفہوم یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص دین کے تمام جزیات پر عمل نہیں کرتا تو اس پر کوئی زبردستی نہیں۔ حالانکہ آیت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ دین قبول کرنے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جب تک بچہ سکول میں داخل نہیں ہوتا اس کے لیے نہ کوئی سزا ہے اور نہ جرمانہ۔ لیکن جب وہ سکول میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر سکول نہ جانے پر اس کو سزا بھی ہو سکتی ہے اور یونیفارم نہ پہننے پر جرمانہ بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اسلام قبول کرنے میں کوئی جبر نہیں ہے لیکن ایک بار جس نے اسلام قبول کر لیا تو اس پر شریعت لاگو ہوگی۔ اس کے بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ میں رمضان کے پورے روزے نہیں رکھوں گا بلکہ 20 رکھوں گا یا پانچ نمازیں نہیں پڑھوں گا بلکہ 3 پڑھوں گا۔ یا کوئی کہے کہ میں ختم نبوت کو نہیں مانتا تو پھر اس کے لیے باقاعدہ سزا ہے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں زکوٰۃ نہ دینے والوں اور جھوٹے نبیوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کی گئی۔ دوسری آیت جس کا چیف جسٹس نے حوالہ دیا وہ یہ ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹﴾ (الحجر) ''یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ اس نے قرآن پاک کی حفاظت کے لیے مختلف سبب پیدا کیے ہیں۔ ان میں سے ایک سبب خود مومنین ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی حفاظت کرتا ہے۔ اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قرآن پاک کو تختہ مشق بنالیا جائے۔ سپریم کورٹ کے فیصلہ میں دیگر کئی آیات قرآنی کا بھی بے موقع محل حوالہ دیا گیا ہے۔ ان تمام حوالوں سے فیصلے کا جائزہ لیا جائے تو نیم حکیم خطرہ جان والی بات صادق آتی ہے۔ ہم تو الدین النصیحہ کے تحت خیر خواہی کے جذبے سے مشورہ دیں گے کہ جو علماء کا کام ہے اس کو علماء پر ہی چھوڑا جائے۔ بہرحال یہ بھی اچھی بات ہے کہ انہوں نے ریویو سننے پر آمادگی دکھائی ہے۔ غلطی کرنا بڑی بات نہیں لیکن غلطی پر قائم رہنا اصل میں بُری بات ہے۔

**محمد متین خالد:** محترم جسٹس صاحب نے اپنی ججمنٹ میں ایک بات لکھ کر ایک قادیانی کو جس نے بہت بھیانک جرم کیا ہے، اسے مظلوم بنا دیا کہ وقوعہ 2011ء

> **قانون میں کسی غیر مسلم کو قرآن پاک یا اس کا ترجمہ و تفسیر شائع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ چیف جسٹس صاحب قادیانیوں کو کس طرح اجازت دے رہے ہیں؟**

میں ہوا اور قانون 2021ء میں بنا اس لیے ملزم کو سزا نہیں ہو سکتی۔ سوشل میڈیا بھی اس بات کو ہوا دے رہا ہے۔ حالانکہ قرآن ایکٹ 2011ء میں بنا ہے اور اس میں اس جرم کی سزا 3 سال اور جرمانہ 20 ہزار روپے تھا۔ 2021ء میں اس قانون میں معمولی سی ترمیم کر کے سزا بڑھائی گئی اور جرمانہ ایک لاکھ روپے کر دیا گیا اور پھر قرآن بورڈ گورنمنٹ کا ادارہ ہے وہ کہتا ہے کہ جب تک آپ رجسٹریشن نہ کروائیں آپ قرآن کا کوئی بھی نسخہ یا تفسیر شائع نہیں کر سکتے۔ غیر مسلم کو تو بالکل بھی اجازت نہیں ہے۔ پاکستان کے آئین کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہے اس کو کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے۔ چیف جسٹس صاحب نے آرٹیکل 20 کا ذکر کیا اس کے مطابق مذہبی آزادی تو ان کے لیے ہے جو قانون، آئین اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کو مانیں۔ قادیانی تو پہلی شق پر ہی عمل نہیں کرتے، وہ قانون کو بھی نہیں مانتے جس میں ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ پھر شق 298 سی کہتی ہے کہ کوئی قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا اور نہ مرزا قادیانی کو صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکتا ہے۔ لیکن قادیانی یہ سب گستاخیاں کرتے ہیں وہ مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین کہتے ہیں، اس کے دوستوں کو صحابہ کہتے ہیں، اس کی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں۔ اس کی باتوں کو حدیث کہتے ہیں، اس کے خرافات کو نعوذ باللہ قرآن کہتے ہیں۔ ہم عدالت میں قادیانیوں کی وہ کتاب پیش کریں گے جس میں مرزا قادیانی نے گستاخانہ باتیں کی ہیں کہ ہم نے قرآن مجید کو قادیان کے قریب نازل کیا۔ پھر ہم جسٹس صاحب سے کہیں گے کہ ان سے پوچھیں کہ یہ باتیں لکھی ہیں یا نہیں لکھی۔ گویا بات تو وہیں ختم ہو جاتی اگر جسٹس صاحب یہ پوچھتے کہ پاکستان کے آئین کے مطابق آپ اپنے آپ کو غیر مسلم مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔

**رضاء الحق:** چیف جسٹس کے اس ریمارکس کے بعد کہ جو ایف آئی آر 2019ء میں درج ہوئی اس پر 2021ء کا قانون کیسے لاگو ہو سکتا ہے سوشل میڈیا پر سیکولر طبقہ اور وہ لوگ جو چیف جسٹس کا خواہ مخواہ دفاع کرنا چاہتے ہیں وہ اس کو اچھال رہے ہیں۔ حالانکہ قانون 2011ء سے موجود ہے، 2021ء میں سوشل میڈیا وغیرہ پر اس جرم کے ارتکاب کی روک تھام کی گئی اور سزا و جرمانہ بڑھایا گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جرم مسلسل ہے، 2019ء کے بعد بھی رکا نہیں بلکہ مبارک ثانی نامی قادیانی جب گرفتار ہوا تو اس وقت بھی یہ جرم کر رہا تھا۔ اس فیصلے میں خطرناک بات یہ بھی ہوئی کہ چیف جسٹس نے فیصلے کے نیچے لکھا دیا ہے approved for reporting اس کا مطلب ہے کہ آئندہ کے لیے عدالتیں اس فیصلے کو نظیر کے طور پر استعمال کریں گی۔ لوگوں نے بلاوجہ اس فیصلے کو ایمان اور اسلام کے لیے خطرہ نہیں سمجھا بلکہ یہ ایک انتہائی خطرناک مثال بن سکتی ہے۔ اس لیے اس فیصلے کو چیلنج کرنا اور ختم کروانا ضروری ہے۔

**محمد متین خالد:** اگر اس پورے فیصلے کو چیلنج نہ کیا گیا تو ختم نبوت کے حوالے سے مسلمانوں کی سینکڑوں سال کی جدوجہد سبوتاژ ہو جائے گی۔ وجہ یہ ہے کہ جسٹس صاحب فیصلے میں فرماتے ہیں: اگر ریاست کے ذمہ داروں (یعنی جس نے ایف آئی آر کاٹی، ڈی پی او، ڈی سی، او ہوم سیکرٹری، چیف سیکرٹری) اور آئین پر غور کیا ہوتا تو FIR کاٹنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ اب اگر چیف جسٹس کے اس فیصلے کو نظیر بنا لیا گیا تو آئندہ ایسے جرم پر کون FIR کاٹے گا؟ گویا کہ آپ قادیانیوں کو کھلی چھوٹ دے رہے ہیں۔ چیف جسٹس نے اس کے لیے قرآن کی جس آیت کا حوالہ دیا اس کے متعلقہ تو یہ کیس ہی نہیں ہے۔ خود ملزم نے پورے چالان میں، JIT میں، DPO کے

سامنے، DCO کے سامنے یہ کہا ہی نہیں کہ اس پر جبر کیا گیا۔ یہ جبر کا کیس ہی نہیں ہے۔ یہ تو قرآن میں تحریف کا کیس تھا۔ پھر چیف جسٹس کہتے ہیں کہ اللہ نے حفاظت کا ذمہ لیا ہے، اللہ نے تو رزق کا بھی ذمہ لیا ہے، پھر آپ گھر میں بیٹھ جائیں وہیں پر من وسلویٰ اُترے گا۔ کیا امر بالمعروف ونہی عن المنکر مسلمانوں کی ذمہ داری نہیں ہے۔

**سوال:** 26 فروری کو اس کیس پر نظر ثانی کے لیے اپیل کی سماعت ہوئی۔ تازہ صورت حال ہمیں بتائیے؟

**محمد متین خالد:** اپیل دائر کرنے والوں میں جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، مکتب اہل حدیث، تحریک لبیک اور دیگر مذہبی جماعتوں کے لوگ شامل ہیں۔ جبکہ پنجاب حکومت صرف قرآن ایکٹ کو لے کر گئی ہے، باقی وہ کہتی ہے کہ ہمارا 295بی یا 298 سی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک غلطی ہوئی کہ جماعت اسلامی کی طرف سے شوکت عزیز صدیقی صاحب پیش ہوئے، چیف جسٹس نے ان کے سامنے پریس ریلیز پڑھ کر سنائی اور پوچھا کیا اس میں آپ کو کوئی نقص نظر آتا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ حالانکہ ہمیں اس میں تحفظات ہیں۔ اصل میں شوکت عزیز صدیقی کو پیش نہیں ہونا چاہیے تھا کہ کیونکہ ان کا اپنا بحالی کا کیس شروع ہونے والا ہے۔ لہٰذا وہ چیف جسٹس کے منہ پر ان کی غلطیاں کیسے نکالیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ نیا کوئی وکیل لے کر آئیں۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے آتے ہی کہا کہ ہمارا ضمانت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ ہمارا ضمانت پر اعتراض ہے کیونکہ 2011ء کے ایکٹ کے مطابق اس کو 3 تین سال کی سزا ہونی چاہیے۔ اس کے بعد 298 سی ہے، 295 بی ہے، تعزیرات پاکستان ہے جن کے مطابق جو قرآن میں تحریف کرے گا تو اس کی باقاعدہ سزا ہے۔ آپ کون ہوتے ہو اس کو ضمانت دینے والے۔ حالانکہ مجرم نے بھی اپنی درخواست میں یہ نہیں کہا کہ ان دفعات کو ہٹا دیں۔ آپ کس طرح ان دفعات کو ہٹا سکتے ہیں؟ مجرم نے کہا ہی نہیں کہ مجھ پر جبر کیا گیا۔ آپ نے قرآن کی آیت کی موقع اور محل سے ہٹ کر تشریح کی۔ اصل میں ہونا یہ چاہیے کہ تمام دینی جماعتوں کو مل کر ایک مشترکہ جواب دینا چاہیے۔ جب تک یہ پورا فیصلہ واپس نہیں لیا جاتا ہے قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی شہ ملے گی۔

**سوال:** کہا جا رہا ہے کہ چیف جسٹس نے اپنے فیصلے میں قرآن پاک کی بعض آیات کا جو مفہوم استعمال کیا ہے وہ موقع محل سے ہٹ کر اور غیر متعلقہ ہے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

**آئین کے آرٹیکلز 298 سی اور 295 بی کے مطابق قرآن پاک کی توہین اور تحریف کرنے والوں کے لیے باقاعدہ سزا ہے۔ فردِ جرم میں ان دفعات کے شامل ہونے کے باوجود قادیانی مجرم کا رہا کیا جانا فیصلے پر سوالیہ نشان ہے۔**

**شجاع الدین شیخ:** کئی اہل علم اور مفتیان کرام نے بھی چیف جسٹس کو توجہ دلائی ہے جن آیات کا حوالہ آپ نے دیا ہے اُن کا یہ موقع نہیں تھا۔ مثلاً ایک اس آیت کا انہوں نے حوالہ دیا: ﴿لا اکراہ فی الدین﴾ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کسی کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ جس مقدمے کی بات ہو رہی ہے اس میں تو یہ بات ہے ہی نہیں کہ کسی نے ملزم کو گن پوائنٹ پر اسلام قبول کروانے کی کوشش کی ہو۔ لہٰذا اس کیس میں اس آیت کا حوالہ دینا بالکل غلط ہے۔ اسی طرح دوسرا حوالہ انہوں نے اس آیت کا دیا۔

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ ۝۹﴾

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے اور رہتی دنیا تک اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اُٹھایا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے عالم اسباب میں یہ کام ایمان والوں سے ہی لینا ہے۔ مسلمانوں کے بچے قرآن پاک حفظ بھی کرتے ہیں، مسلمانوں کے ہاں قرآن حکیم کی اشاعت اور تعلیم بھی صدیوں سے چلی آئی ہے۔ اگر کوئی قرآن مجید میں تحریف کرے گا، اس کے مفاہیم کو بدلنے کی کوشش کرے گا تو اس کو روکنا بھی مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اللہ نے رزق کا بھی ذمہ لیا ہے لیکن اس کے لیے ہمیں کام کرنا پڑتا ہے تو روزی ملتی ہے۔

**سوال:** عقیدہ ختم نبوت کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوتا اور یہ واقعتاً ہماری ریڈ لائن ہے۔ اس حوالے سے ہمارے تمام دینی طبقات متحد اور یکجان نظر آتے ہیں جیسا کہ اس متنازعہ فیصلے کے بعد بھی یکجا نظر آ رہے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ یہی دینی طبقات ملک میں نفاذ اسلام کے لیے ایک پلیٹ فارم پہ جمع نہیں ہوتے حالانکہ ملک میں نفاذ اسلام کی صورت میں ناموس قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے قوانین کا بہترین دفاع کیا جا سکتا ہے؟

**شجاع الدین شیخ:** آپ نے بجا فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ عقیدہ ختم نبوت ہماری ریڈ لائن ہے اور کوئی شخص مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول نہ مانے۔ فقہاء نے ایمان کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے: تصدیق بما جاء النبی ﷺ یعنی ہر وہ خبر جو نبی اکرم ﷺ نے دی اس کی تصدیق کرنا ایمان ہے۔ اس عقیدے کا دفاع کرنا بھی ضروری ہے۔ اسی لیے 1974ء میں باقاعدہ تحریک چلا کر قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے فیصلہ لیا گیا تھا۔ البتہ جہاں عقیدے کا تحفظ ضروری وہیں حدود اللہ کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ اللہ کی حدود سے مراد اللہ کے احکامات ہیں، اللہ کی شریعت ہے۔ اس کا نفاذ بھی اتنا ہی ضروری ہے اور جب وہ نفاذ ہو جائے تو:

﴿وَالۡحٰـفِظُوۡنَ لِحُدُوۡدِ اللّٰهِ‌ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۱۲﴾

(التوبہ) ''اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے۔ اور (اے نبی ﷺ!) آپ ان اہلِ ایمان کو بشارت دے دیجیے۔''

امت کے افراد کو، طبقات کو، اہل علم کو، مکاتب فکر کو متحد ہو کر نفاذ شریعت کی تحریک چلانی چاہیے۔ یہی تنظیم اسلامی کی مستقل دعوت ہے۔ لیکن آج معاملہ یہ ہو رہا ہے کہ دین کے کچھ ایشوز کو اُٹھاتے ہیں جبکہ پورے دین کا معاملہ پیچھے چلا جاتا ہے۔ کہیں مسلک کا معاملہ مقدم ہو جاتا ہے لیکن دین پیچھے رہ جاتا ہے۔ جبکہ ہمیں سب سے بڑھ کر نفاذ دین کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ انتخابی سیاست کا راستہ ہم دیکھ چکے، اس سے ہونے والا کام یہ نہیں۔ اس کی بجائے سب دینی قوتوں کو مل کر ایک تحریک برپا کرنی چاہیے۔ یہ ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ پاکستان جس کو ہم نے اسلام کے نام پر لیا اس کے استحکام اور بقاء کا معاملہ نفاذ اسلام سے جڑا ہوا ہے۔ جب شریعت کا حکم نافذ نہیں ہوتا تو پھر اس طرح کے فتنے بھی جنم لیتے ہیں۔ احکام شریعت نافذ نہ ہوں تو مصائب کا ہم شکار بھی ہوا کرتے ہیں۔ اسی لیے قرآن ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ: ﴿اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ‌ؕ﴾ (الشوریٰ: 13) ''کہ قائم کرو دین کو۔ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔''

ہماری دردِ دل سے یہ تمنا ہے کہ تمام مکاتب فکر متفقہ نکات پر اتفاق کرتے ہوئے کوئی تحریک برپا کریں تاکہ اس مملکت خداداد کا مقصد بھی پورا ہو اور اس کو استحکام میسر آئے۔ شریعت کا نفاذ واقعتاً ہوگا تو اس طرح کے فتنوں کی

سرکوبی کرنا بھی ہمارے لیے آسان ہوگا۔

**سوال:** اس متنازع فیصلے کے خلاف دینی جماعتوں کو کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے اور قرآن اکیڈمی سمیت جن 10 اداروں سے چیف جسٹس نے معاونت مانگی ہے۔ آپ اس حوالے سے کیا تجاویز مرتب کررہے ہیں؟

**شجاع الدین شیخ:** خوش آئند بات یہی ہے کہ ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کے لیے پورے ملک سے آواز اُٹھی تو چیف جسٹس کو نظر ثانی کا احساس ہوا۔ انہوں نے قرآن اکیڈمی سمیت تقریباً 10 اداروں کو رہنمائی کے لیے خط لکھا جس پر ہم انہیں تحسین پیش کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے کہ نظر ثانی کے لیے پٹیشن بھی داخل ہو چکی ہے اور اس حوالے سے کوئی کارروائی بھی آگے بڑھی ہے۔ ان اداروں کو تین ہفتوں کا وقت دیا گیا ہے کہ اس دوران اپنی آراء جمع کروائیں۔ دو تین بڑے علماء (جیسے مفتی منیب الرحمان صاحب، مفتی تقی عثمانی صاحب) کی تحریریں اس حوالے سے اب تک سامنے آ بھی چکی ہیں۔ ہم بھی ان شاء اللہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر کے کوئی لائحہ عمل طے کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جس طرح عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اور قادیانی مسئلے کے خلاف امت متحد تھی اسی طرح اب بھی کوئی متفقہ لائحہ عمل طے ہو اور اس کے نتیجہ میں کوئی متفقہ فیصلہ بھی سامنے آجائے۔ اس کے لیے جو ٹیکنیکل نکات درکار ہیں وہ ٹیکنیکل لوگوں سے لیں گے اور دینی اعتبار سے جو رہنمائی درکار ہے وہ علمائے دین سے لیں گے اور علماء سے رابطے اور مشاورت بھی کریں گے۔ اللہ کرے کہ اسی کے نتیجہ میں کل کو شریعت کے نفاذ کے لیے بھی مشترکہ تحریک چلانے کی اللہ پاک توفیق عطا فرمادے۔

**سوال:** قادیانی پوری دنیا میں یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ پاکستان میں ہمارے خلاف ظلم اور جبر کا رویہ اپنایا جارہا ہے۔ جبکہ اس کیس میں تو ہمیں نظر آرہا ہے کہ قادیانی زبردستی قرآن میں تحریف کرنا چاہتے ہیں اور زبردستی اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت چاہتے ہیں۔ آپ کیا کہیں گے؟

**رضاء الحق:** ہمارے اوپر IMF کا پریشر بھی ہوتا ہے، امریکہ، یورپی یونین اور جی ایس پی پلس وغیرہ ہر طرف سے پریشر آتا ہے اور اس کے نتیجہ میں قانون میں ترمیم بھی ہوتی ہے اور نئی شقیں بھی شامل کی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ جا کر پروپیگنڈا کرتے ہیں اور بیرونی قوتوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ سارا عالم کفر اس وقت اسلام کے خلاف متحد بھی ہے۔ بھارتی وزیراعظم جب اسرائیل کا دورہ کرتا ہے تو اس کا استقبال کرنے کے لیے اسرائیلی وزیراعظم کے ہمراہ قادیانیوں کا لیڈر بھی ہوتا ہے۔ قادیانیوں کا ایک مرکز بھی اسرائیل میں ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا سیکولر اور دین بیزار طبقہ بھی اکثریت کے مقابلے میں اقلیت کی زیادہ حمایت کرتا ہے۔ حکومتیں بھی مندروں اور چرچوں کے لیے سرکاری خزانے سے فنڈز دیتی ہیں جبکہ مساجد اور مدرسوں کے لیے نہیں دیتیں۔ یعنی 98 فیصد کے حقوق کسی کو نظر نہیں آتے لیکن 2 فیصد کے حقوق سب کو نظر آتے ہیں۔ یقیناً اسلام میں اقلیتوں کے حقوق موجود ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ اکثریت کے حقوق کی بات ہی نہ کریں۔ ہمارے آئین کے مطابق یہ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان ہے۔ اس کے آئین کے آرٹیکل A-2 میں واضح ہے کہ یہاں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔ قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہوگی، آرٹیکل 31 کہتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کو اسلامی طرز زندگی اپنانے کے لیے حکومت سہولیات فراہم کرے گی۔ آرٹیکل F-38 کہتا ہے کہ سود کا خاتمہ کیا جائے گا۔ ان سارے آئینی حقوق پر بھی بات ہونی چاہیے۔ اپریل 2022ء کو وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف فیصلہ دیا۔ ہم چیف جسٹس صاحب سے کہتے ہیں کہ اکثریت کے ان آئینی حقوق کے لیے سوموٹو ایکشن لیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف مختلف بینکوں نے اپیل کی ہوئی ہے ان کی بھی سماعت کریں تاکہ جلد سے جلد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اس جنگ کا خاتمہ ہو۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ کے حوالے سے کیس کی بھی سماعت شروع کریں تاکہ اس غیر شرعی ایکٹ کا خاتمہ ہو۔

**سوال:** کیا سپریم کورٹ کے اس متنازعہ فیصلے سے قادیانیوں کے پاکستان میں پہلے سے طے شدہ شرعی، آئینی اور قانونی سٹیٹس میں کوئی فرق پڑے گا؟

**محمد متین خالد:** بہت زیادہ فرق پڑے گا۔ آپ دیکھیں! آرٹیکل 227 کہتا ہے کہ پاکستان میں کوئی فیصلہ، کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ ختم نبوت کے حوالے سے مسلمانوں کی ڈیڑھ سو سالہ جدوجہد ہے، صرف 1953ء کی قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت میں 10 ہزار مسلمان صرف لاہور میں شہید ہوئے۔ 1974ء میں اتنی بڑی تحریک چلی۔ 13 دن اسمبلی میں بحث ہوئی۔ حالانکہ دومنٹ کا فیصلہ تھا لیکن سب کو موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا اور اس کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ لیکن چیف جسٹس کے اس فیصلے سے اس ساری جدوجہد پر پانی پھر جائے گا اور ہمارے آئین میں ختم نبوت کے حوالے جو دفعات ہیں وہ بھی غیر موثر ہو جائیں گی۔ کیونکہ چیف جسٹس نے لکھ دیا کہ approved for repoting اس کا مطلب ہے کہ اب یہ فیصلہ قانون کی کتابوں میں شائع ہوگا اور اس کے بعد اگر کوئی مسلمان قادیانیوں کو کہے گا کہ تم تحریف شدہ قرآن کیوں تقسیم کررہے ہو، اسلامی شعائر کا استعمال کیوں کررہے ہو تو وہ اس فیصلے کی روشنی میں الٹا مسلمانوں کے خلاف کیس کردے گا کہ یہ تو مجھ پر جبر کررہے ہیں۔ اسی طرح خود سپریم کورٹ کا ایک بہت جامع اور تفصیلی فیصلہ 1993ء میں قادیانیوں کے خلاف آچکا ہے۔ اس وقت بھی قادیانی آرٹیکل 20 کو عدالت لے گئے تھے کہ اس کے تحت ہمیں مذہبی آزادی اور حقوق دیں۔ سپریم کورٹ کے پانچ رکنی بنچ نے ان کا کیس سنا اور فیصلے میں تین باتیں لکھیں کہ آپ دھوکے باز ہو لہٰذا دھوکے بازوں کے کوئی حقوق نہیں ہوتے۔ دوسری بات بنچ نے یہ لکھی کہ ہم نے اپ کی کتابوں کو بڑے غور سے دیکھا، آپ کے دلائل کو سنا، اٹارنی جنرل کو بھی سنا، آخر میں ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر ہم آپ کو تبلیغ کرنے کی اجازت دیں گے تو اس کا مطلب ہوگا کہ ہم نئے سلیمان رشدی تیار کررہے ہیں اور معاشرے میں فتنہ اور فساد برپا کر دیں گے۔ پانچ رکنی بنچ نے کہا کہ آئندہ کے بعد اگر تم لوگوں سے کلمہ برآمد ہو گیا تو تمہارے خلاف 298 سی کے تحت نہیں بلکہ 295 سی کے تحت پرچہ درج ہوگا جس کی سزا سزائے موت ہے۔ آج قاضی فائز عیسیٰ صاحب نے سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے بھی خلاف جاتے ہوئے قادیانیوں کو چھوٹ دے دی۔ اس کے نتیجہ میں جو فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری ہوگی تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ ہم تو یہ فتنہ اور فساد نہیں چاہتے اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ آئیں پاکستان کے تمام لوگ بشمول مذہبی جماعتیں اور خود سپریم کورٹ آئین، قانون اور سپریم کورٹ کے 1993ء کے فیصلے کے آگے سرتسلیم خم کرلیں۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

# کیا ہے روشن چراغِ فردا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

عالمی یومِ نسواں اس سال بھی 8 مارچ کو منایا گیا، دنیا بھر میں! بین الاقوامی طور پر اس کے مقاصد میں سرفہرست یہ تھا کہ ہم ایک ایسی دنیا بنا سکیں جو خواتین کو زیادہ سے زیادہ مقام دے سکے۔ (گھر سے باہر!) یہ خواتین کی معاشرتی، معاشی، ثقافتی اور سیاسی کامیابیاں جانچنے اور ان پر خوشی منانے کا دن ہے۔ اس دن کی جنم بھومی تو امریکا ہے مگر پھر بہت سی ملٹی نیشنلز کی طرح یہ بھی بین الاقوامی ہوگیا۔ ابتدائی احتجاج تو امریکی عورت کے معاشی، معاشرتی استحصال پر تھا۔ جہاں فیکٹریوں، نوکریوں میں کام زیادہ اور تنخواہ کم کا قضیہ تھا۔ ووٹ سے محرومی کا غم تھا۔ (ان میں سے کوئی غم بھی ہم پاکستانیوں یا مسلمانوں کا تو ہے نہیں۔) عالمی دن والوں کا دعویٰ ہے کہ یہ قومی، نسلی، لسانی، معاشرتی، معاشی، سیاسی تقسیم سے بالاتر دن ہے۔ اس سال یہ دن منانے کا عنوان رہا: ''عورت میں سرمایہ کاری کرو، ترقی کو مہمیز دو۔''

پاکستان میں بھی! یہ الگ داستان ہے کہ 1902ء میں شروع کیے جانے والے اس دن کا ایک نتیجہ تو 1999ء میں یہ نکل آیا (بالآخر) کہ مردوں کا عالمی دن منایا جانے لگا، جواب 80 ممالک میں منایا جا رہا ہے۔ یوم نسواں میں ''مرد ظالم اور عورت مظلوم'' کا موضوع یا بیانیہ کارفرما تھا۔ یوم مرداں کی وجوہات اب بیان کردہ یہ ہیں: بے گھری، خودکشی، تشدد، بدسلوکی! ایک تصویر میں دکھی مرد کے گال چھوٹا بچہ تھپتھپا رہا ہے۔ پس پردہ کہانی؟ اماں نے گھر سے نکال دیا؟ تشدد...... کس نے کیا؟ اب جوڈو کراٹے، لمبے ناخنوں کے ہتھیار سے ہمہ وقت مسلح رہنے والی عورت کے ہاتھوں مرد بھی تشدد کا نشانہ بننے لگے! مرد سے بدسلوکی؟ راوی اگرچہ خاموش ہے مگر اشارہ یہاں 'عورت ظالم، مرد مظلوم' کہانی سنا رہا ہے! اور رہی خودکشی تو اعداد و شمار کہہ رہے ہیں کہ مغربی دنیا میں تین تا چار گنا زیادہ مرد خودکشی کرتے ہیں عورتوں کی نسبت! نفسیاتی، جذباتی طور پر عورت زیادہ مضبوط اور حالات کے مطابق ڈھل جانے والی ہوتی ہے۔ (خواتین مردوں سے دوگنی تعداد میں بیوہ ہوتی اور سکون سے تنہا عمر گزار لیتی ہیں بنا شوہر۔) مرد کے لیے جذباتی صدمہ سہنا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ سر چڑھی حقوق نسواں بھری عورت! بڑا صبر کیا دنیا بھر کے مردوں نے بالآخر 97 سال بعد پھٹ پڑے اور اپنا دن منانا شروع کر دیا۔ یومِ نسواں نے عورت کو طاقتور، بااختیار بنایا۔ گھر گھرہستی، خاندان، بچے، شوہر کے بندھن ڈھیلے کیے۔ اس سفر کے نتائج میں (Suffer کرتے) دکھ سہتے مرد نے بے راہ روی اختیار کی۔ جذباتی نفسیاتی تشنگی، گھر عورت (ماں، بیوی) سے خالی اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا رہا۔ اس نے اپنا گھر کسی دوسرے مرد سے آباد کر کے اس پر قوانین بھی بنوا ڈالے۔ یہ سب دیوانگیاں جاری رہتیں مگر ایک بہت بڑے دھماکے نے دنیا بدل ڈالی۔

پوری دنیا 7 اکتوبر 2023ء کے اس دھماکے سے لرز اٹھی، جاگ گئی...... جہانِ نو پیدا ہونے کو ہے، مگر ابھی بہت سے وہ بھی ہیں جو خوابِ خرگوش کے مزے لیتے، معمول کے مطابق گھسٹے چلے جا رہے ہیں۔ وہی بے چال بے ڈھبی! یوم نسواں پچھلے ڈھب پر منانا اسی کا حصہ ہے۔ دنیا بھر میں ترقی یافتہ ممالک کے بھی مناظر انقلاب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ غزہ میں ریکارڈ توڑ ظلم اور ان ممالک میں ریکارڈ توڑ ہمدردی، غزہ سے یگانگت اور یکجہتی کا سونامی اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ سو اب یہ پینڈوپن ہے کہ غزہ کو نظرانداز کر کے نرا فرسودہ یوم نسواں منایا جائے۔ دنیا جس عورت کو تحفظ دینے کو اب دیوانی ہو رہی ہے امریکا برطانیہ جرمنی فرانس آسٹریلیا میں، وہ رفح میں کھڑی ہے۔ ہاتھ میں جڑواں ننھے پھول سے ماہ دو ماہ کے کفنائے بچوں کی لاشیں اٹھائے۔ کہتی ہے: 11 سال اولاد کا انتظار کیا اور اللہ نے دو بیٹے عطا کیے۔ میں اپنے شوہر کو ابو الورد کہتی تھی، پھولوں کا باپ۔ زندگی رخصت ہوگئی۔ باپ بھی چلا گیا بیٹے بھی! رفح پر بمباری نے 'عورت' سے ساری دنیاوی خوشیاں چھین لیں۔ اگرچہ وہ کہتی ہے: 'واللہ! شہادت نقصان نہیں ہے۔ 'صبر ہے خوبصورت صبر اصبر جمیل۔ یہی فلسطینی عورتیں، بچے ہیں جو مغرب کو رلا، بے قرار کر رہے ہیں۔ وہ حسین مغربی عورت جو زار و قطار روتی، آنسوؤں کے بیچ کہتی ہے: 'درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ فلسطینی اتنا میٹھا، خوبصورت پھل دے رہے ہیں۔ خدا ہے تو فلسطینی اور مسلمان اس کے چنیدہ (بہترین) بندے ہیں! ان میں خدا پرستی کی ہر علامت پائی جاتی ہے۔ ان کے دل مہربانی اور نرمی سے لبریز ہیں۔ بدی کی قوتیں ان میٹھے پیارے لوگوں پر قیامت ڈھا رہی ہیں۔' اس وقت رفح پر بمباری انسانیت کے نام پر کریہہ دھبا ہے۔ دو روٹیوں پر سینکڑوں میزائل برسانے کے مترادف۔ گھروں خاندانوں کے ملبوں، کھنڈروں پر جنگ زدہ، فاقہ زدہ انسانیت روٹی کے ایک ایک لقمے کو ترستی۔ نہایت قلیل تعداد میں پہنچنے والے امدادی ٹرک اور بھوکے انسانوں کو نشانہ بناتا اسرائیل اور پشت پناہ امریکا! عزازیل بھی اب تو رو دیا ہوگا۔ انہی کے سے پتھر دل ہیں یومِ نسواں والے، گوبل یونیورسٹی میں اسرائیلی ڈریکولا، ویمپائر جیسے روپ بھرے بے حیا لڑکیاں لڑکے ہیلو وین مناتے۔ بیکن ہاؤس یونیورسٹی میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتے اسرائیل سے اظہار یکجہتی کر کے 'اعلیٰ تعلیمی ادارے' کی ساکھ بڑھاتے ہولی مناتے لڑکے لڑکیاں! ایک دوسرے کے منہ پر سیاہ رنگ (اپنے اعمال کے ہم رنگ) ملتے بھوت بنے، دانت نکالتے! بزعمِ خود ترقی کی شاہراہ پر گامزن۔ جن ملکوں کی نقالی میں یہ کوے ہنس کی چال چلے تھے، اپنی چال بھول کر، ان کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں کے مناظر، ان کے نوجوانوں کے شب و روز سب بدل چکے۔

غزہ میں آٹے، روٹی کی تلاش میں ننگے پاؤں نکلا 11 سالہ بچہ، گھر بیٹھی ماں، بہنوں (خواتین! عالمی یومِ نسواں؟) کی خاطر! 12 کلومیٹر بے فیض چل چل کر پریشان، ہراساں بے حال بھوکا کھڑا ہے۔ کہتا ہے میں راستہ بھول گیا ہوں۔ میرے بچے! تم راستہ نہیں بھولے، امت ہے جو راستہ بھول چکی۔ اس پر بھی وہ نہ ہراساں ہے نہ پریشان! اگر وہ زندہ و بیدار ہوتی تو تم تک مدد نہ پہنچا پانے پر یہ ہوائیاں اس کے چہرے پر اڑ رہی ہوتیں، جو تمہارے چہرے سے ہویدا ہیں! گھبراؤ مت! یہ دیکھو تمہارے غمگسار نیویارک میں! شدید بارش اور ٹھنڈے برفانی موسم میں عالی شان بلڈنگوں کے درمیان چھتریاں لیے تاحد نظر انسانوں کا ایک دریا تمہارے لیے نعرے لگا رہا ہے۔ برطانیہ میں ایک ضمنی انتخاب میں تمہاری خاطر تمہارے نام اور تمہارے حق کی خاطر کھڑے ہونے والے جارج گیلوے نے غزہ سے منہ پھیرنے والوں کو چاروں شانے چت کر دیا۔ برطانوی ووٹروں کی غیر معمولی

حمایت ملنے پر اس نے کہا: 'گزشتہ ساڑھے چار ماہ سے لاکھوں برطانوی، تمہاری (حکومت برطانیہ کی) اسرائیل نواز پالیسیوں سے بغاوت اور ایک مکمل ذہنی انقلاب کا اظہار کر رہے ہیں۔ روشڈیل میں اسی لیے سب پارٹیوں کو بری طرح ہرایا ہے۔ یہ اظہار یہ ہے غزہ پر ذبیحے کے خلاف!' غزہ کے غم میں جل کر مر جانے والے آرون بشنیل نے اپنا پیسہ وصیت میں تمہارے نام، غزہ کے بچوں کے نام کر دیا۔ اور یہ بھی کہ فلسطین آزاد ہو گیا تو میری راکھ اس سرزمین پر بکھیر دی جائے (جن کے غم میں اپنی جان کھو دی!) ایک امریکی قیدی نے جیل میں 136 گھنٹے صفائی کر کے، اس کے عوض ملنے والے 17 ڈالر 14 سینٹ تمہارے آٹے کے تھیلے کے لیے غزہ بھجوا دیے۔ لندن میں یونیفارم پہنے 2 ہزار پولیس افسروں نے تمہارا فلسطینی جھنڈا اٹھا کر غزہ کے حق میں آواز بلند کی۔ پوری دنیا دن رات غزہ کی طرف دیکھ رہی ہے۔ حتیٰ کہ یو این کے سارے امدادی ادارے تاریخ میں پہلی مرتبہ بھی چلا اٹھے ہیں۔ مسلمانوں کو مت دیکھو! تم غمگین ہو جاؤ گے۔ حرم میں یہی فلسطینی جھنڈا اٹھانے پر مسلمان عورت گرفتار کر لی گئی! مسلمان مدینہ میں میکڈونلڈ پر ہجوم کیے اسرائیل کی محبت سے لیپے پوتے برگر کھا رہے تھے۔ وہ بھی ایک امریکی نومسلم تھا جو چیخ چیخ کر انہیں بائیکاٹ کرنے کو کہہ رہا تھا! حتیٰ کہ ایک جاپانی نوجوان اکیلا اسرائیلی سفارت خانے کے سامنے کھڑا اسرائیل کو ڈپٹ رہا تھا چلا چلا کر کہ فلسطینیوں کے قتل سے باز آ جاؤ۔ جرمنی کا مظاہرہ تاریخی تھا۔ اتنا بڑا کہ ناقابلِ یقین! دور دور تک پھیلے گنجان ترین مظاہرے میں غزہ پر ظلم کے خلاف شدید جذباتی اظہار تھا۔ دل کی گہرائیوں سے تمہارا درد محسوس کرتے یورپ کے قلب میں! 'دنیا جاگ اٹھی ہے' کے عنوان تلے سابق امریکی فوجی 'فلسطین فوری آزاد کرو' کے ساتھ اپنی فوجی وردیاں غم و غصے سے نذرِ آتش کر رہے ہیں۔ آٹھ، نو سال کے فلسطینی کے پیٹ پر بھوک سے بندھے پتھر امت کے خلاف ہولناک گواہی اور دوسری قوموں کو ایمان و اسلام عطا کرنے کا سامان ہے۔

میں تم پہ قربان اے شہیدو
تمہی ہو سرمایۂ تمنا
تمہی نے ماضی سے لے کر روغن
کیا ہے روشن چراغِ فردا
جہاں جہاں دی ہیں تم نے جانیں
حیاتِ نو ہوگی واں سے برپا


ماہ رمضان المبارک 2024ء میں

QUR'AN ACADEMY ISLAMABAD

## اقامتی دورہ ترجمہ قرآن

رفقاء و احباب کے لیے

مسجد دار الاسلام، مرکز تنظیم اسلامی
چوہنگ لاہور
مدرس: مبشر عارف صاحب
(معاون مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی)
رابطہ: برائے رہائش و رجسٹریشن
اعجاز انجم
0321-4369865

قرآن کمپلیکس، سملی ڈیم روڈ
پیہونٹ، اسلام آباد
مدرس: عبد الرؤف صاحب
(معاون مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی)
رابطہ: برائے رہائش و رجسٹریشن
ریاض حسین
0332-5357269


### گوشۂ انسدادِ سود

## وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

☆ قرآن پاک میں 'بیع' مال کے بدلے میں مال کو کہا گیا ہے اور 'ربا' مہلت کے بدلے میں مال کو کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور ربا کو حرام''۔ اس لیے کہ بیع میں فریقین مال کا تبادلہ کرتے ہیں۔ خریدار روپیہ دیتا ہے اور بائع چیز فراہم کرتا ہے۔ جس چیز کے حصول کے لیے اس نے محنت کی ہے' تھوڑا یا زیادہ سفر کیا ہے' وہ اپنی محنت کے بدلہ میں خریدار سے نفع لیتا ہے' جبکہ ربا میں مقروض جو روپیہ لیتا ہے اس پر اضافی رقم دیتا ہے۔ اس زائد رقم کے عوض میں قرض دینے والے نے اس کو کچھ نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ﴾ ''اگر تم سود خوری سے تائب ہو جاؤ تو تمہیں تمہارا اصل سرمایہ 'راس المال' ملے گا''۔ اور دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ﴾ ''اگر مقروض تنگ حال ہو تو اسے مہلت دی جائے آسانی تک''۔ یعنی مدت کے بدلہ میں عوض نہ لو' صرف مہلت دو اور مہلت کا عوض نہ لو۔ ان آیات سے ربا کی حقیقت واضح ہو گئی۔ اسے ربا القرآن اور ربا النسیئہ کہا جاتا ہے' دورِ جاہلیت میں ربا کی یہی صورت جاری تھی۔

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

**آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 685 دن گزر چکے!**

## مرکز دارالاسلام میں
# رجوع الی القرآن کورس کی اختتامی تقریب

مرتضیٰ احمد اعوان

15 فروری 2024ء کو مرکز تنظیم اسلامی میں رجوع الی القرآن کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ، نائب امیر اعجاز لطیف اور ناظم تعلیم و تربیت خورشید انجم کے علاوہ اساتذہ کرام، طلبہ اور دوسرے مہمانان گرامی شریک ہوئے۔ کورس کے کوآرڈی نیٹر مبشر عارف نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ کورس کے طالب علم ظفر اقبال بھٹی نے سورۃ آل عمران کی آیات (102 تا 110) کی تلاوت اور ترجمہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔

### رجوع الی القرآن کورس کا مقصد

مدیر رجوع الی القرآن کورس ملک شیر افگن نے کورس کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کورس کا آغاز بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے 1984ء میں قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن، لاہور سے کیا تھا جو آج اپنی آب و تاب کے ساتھ مرکز دارالاسلام میں 2020ء سے جاری و ساری ہے اور اس وقت اس کے چوتھے بیچ کی تقریب اسناد میں ہم موجود ہیں۔ ہمارے جدید تعلیمی نظام میں دینی تعلیم اور دینی تعلیمی نظام میں جدید تعلیم کے موجود نہ ہونے سے جو خلا پیدا ہوا اس سے امت میں دین اور قرآن سے دوری پیدا ہوئی۔ اس کورس کا بنیادی مقصد اسی خلا کو دور کرنا اور وہ افراد جن کے ہاتھوں میں معاشرے کی باگ ڈور ہوتی ہے ان کو قرآن وحدیث کا علم سکھانا ہے تاکہ وہ معاشرے میں اپنا کردار ادا کر سکیں اور معاشرے کو صحیح رخ پر ڈھال سکیں۔ اب یہ کورس لاہور، کراچی، ملتان، فیصل آباد، اسلام آباد اور دوسرے مقامات پر بھی کروایا جا رہا ہے اور کورس کے فارغ التحصیل طلبہ معاشرے میں اپنی دنیوی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دین کی نشر و اشاعت کے لیے بھی اپنے آپ کو کھپا رہے ہیں اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔

### کورس کا نصاب

کورس کے کوآرڈینیٹر مبشر عارف نے کورس کے مضامین کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ دروس اللغۃ العربیہ (عربی گرائمر) کی تدریس میں نے کروائی۔ منتخب نصاب ملک شیر افگن نے پڑھایا۔ تجوید و فقہ العبادات کی تدریس مولانا تنویر کرتے تھے لیکن وہ پی ایچ ڈی کے سلسلے میں اسلام آباد چلے گئے ہیں چنانچہ اب مولانا خان بہادر ان مضامین کو پڑھاتے ہیں۔ حدیث و اصطلاحات حدیث کے استاد مولانا انجینئر محمود حماد ہیں۔ ترجمہ قرآن (بیان القرآن) کے استاد شان ابراہیم ہیں۔ یہ پانچ مضامین مستقل بنیادوں پر پڑھائے جاتے ہیں۔ اضافی محاضرات میں ختم نبوت کورس ڈاکٹر آصف اللہ نے کروایا۔ اسلام کا معاشی نظام ڈاکٹر سید عطاء الرحمٰن عارف (ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی) نے پڑھایا۔ چارسو سالہ تجدیدی مساعی اور تصور اہل سنت والجماعت کے مضامین خورشید انجم (ناظم تعلیم و تربیت) پڑھاتے ہیں۔ عقیدہ طحاویہ اور کلام اقبال محمود حماد نے پڑھانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ سیرت النبی ﷺ اور اسلام اور سیکولرازم کے مضامین ملک شیر افگن نے پڑھائے اور تاریخ اسلام میں نے طلباء کو پڑھائی ہے۔

### طلبہ کے تاثرات

پچھلے سال کورس مکمل کرنے والے طلبہ نے اپنی سال بھر کی کارگزاری بیان کی۔

**اعجاز احمد (سابق طالب علم):** میں الیکٹریکل انجینئر ہوں اور بحریہ ٹاؤن لاہور میں سافٹ ویئر کا کام کرتا ہوں۔ اپنے آفس کی بیسمنٹ میں ہم نے عربی گرائمر کی کلاس شروع کی تدریس کے لیے عامر سہیل کو دعوت دی۔ کلاس میں طلبہ و طالبات کی تعداد تقریباً 200 سے زیادہ تھی۔ فرسٹ ٹائم خواتین کی جبکہ سیکنڈ ٹائم مردوں کی کلاس ہوتی تھی۔ بہت اچھی پذیرائی ملی اور لوگوں کا بہت اچھا فیڈ بیک رہا۔ الحمدللہ! ہم نے وہاں تنزیل اسلامک سنٹر کے نام سے ایک ادارہ بنایا ہوا ہے جہاں باقاعدہ کلاسز ہوتی ہیں۔ ہر پیر کو محمود حماد کی تدریس القرآن کے نام سے ایک کلاس ہوتی ہے جس میں تعلیم یافتہ لوگ بیٹھتے ہیں۔ ختم نبوت کا دس دن کا ایک کورس ڈاکٹر آصف اللہ نے کروایا۔ اس کے علاوہ سمر کیمپ لگایا جس میں تجوید کی کلاس ہوئی جس کی تدریس حسین عاکف نے کروائی۔

**محمد وسیم محمدی، جھنگ (سابق طالب علم):** پچھلے سال میں نے یہ کورس مکمل کیا تھا۔ اس کے بعد میں قرآن اکیڈمی جھنگ سے وابستہ ہوگیا۔ وہاں فرسٹ ٹائم ویب سائٹ پر کام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ 25 روزہ کلاس کے پروگرام، پھر سوئے حرم کورس اور اضافی محاضرات میں اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہا ہوں۔ جھنگ شہر میں ماہانہ درس قرآن اور درس حدیث بھی دیتا ہوں۔ وہاں ایک سکول میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔

**اس کے بعد اس سال کورس مکمل کرنے والے طلبہ نے اپنے تاثرات بیان کیے۔**

**محمد طاہر (سی آر کلاس):** میں سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس کے فضل سے آج کے اس پُرفتن دور میں قرآن اور صاحب قرآن نبی کریم ﷺ سے تعلق استوار کرنے کا ہمیں موقع میسر آیا۔ اس کے بعد اس تحریک رجوع الی القرآن کے بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ اساتذہ کرام اور گھر والوں کا شکریہ جن کے تعاون سے ہم یہ کورس مکمل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ اللہ کے حضور میں حاضری ہوگی تو اللہ پوچھے گا کہ تم نے انگریزی، سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم حاصل کی لیکن تم میری کتاب نہ پڑھ سکے اور مجھ پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہو۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں اس کے لیے وقت نکالیں اور اپنی اولاد کو بھی اس فیلڈ میں لے کر آئیں اور عربی اور قرآن کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

**ڈاکٹر آصف اللہ (کورس کے طالب علم اور رکن مجلس احرار):** میں 2012ء میں قادیانیت چھوڑ کر مسلمان ہوا۔ مجھے دین کا علم سیکھنے اور غلبہ اسلام کی جدوجہد کا شوق تھا۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید کے مختلف تراجم پڑھے۔ میں قادیانیوں کے ساتھ اس لیے شامل ہوا کیونکہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام کا غلبہ احمدیوں کے ذریعے ہوگا۔ وہ اس حوالے سے بہت سرگرم ہیں۔ اور ہر قادیانی اپنا مال، جان اور وقت اسی مقصد کے لیے لگا رہا ہے۔ قادیانی چھوٹے چھوٹے کورسز کے ذریعے داعی تیار کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں ایسے لوگوں کا فقدان ہے کہ جو جدید تعلیم یافتہ اور داعیانہ اسلوب رکھتے ہوں۔ میرا شوق تھا کہ لوگوں کو بہترین داعی بنایا جائے۔ 2017ء سے میں تنظیم اسلامی کے پروگراموں میں شریک ہو رہا ہوں۔ تنظیم کے تربیتی نظام سے بہت متاثر ہوا۔ موجودہ فتنوں کے دور میں نوجوانوں کے سوالات کا جواب دینے کے لیے یہ کورس بہت عمدہ ہے۔ اساتذہ کا شکریہ کہ انہوں نے

اتنی محبت وشفقت سے مجھے تعلیم دی جس کا میں متلاشی تھا۔

**عبدالغنی شیخ (پوزیشن ہولڈر):** میرا تعلق کراچی سے ہے اور کراچی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کررہا ہوں۔ 2020ء سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیانات سن رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ بات میرے دل کو لگی اور اس نے مجھے یہ کورس کرنے پر مجبور کر دیا کہ میں نے 16 سال دنیوی تعلیم کو دیے لیکن اللہ کے دین کو سمجھنے کے لیے کوئی وقت نہیں لگایا، کل جب میدان حشر میں رب کے حضور پیشی ہوگی اور اللہ رب العزت مجھ سے سوال کرے گا کہ عمر یا اپنی جوانی کہاں گزاری تو میں اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ چنانچہ قرآن اکیڈمی کراچی میں داخلہ لیا۔ وہاں پر بہترین ماحول اور قابل اساتذہ کرام میسر تھے، لیکن پھر میں نے محسوس کیا کہ معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے میں اس کورس کو صحیح وقت نہیں دے پا رہا۔ پھر میں نے معاش کے معاملات بھائیوں کے حوالے کیے اور مرکز آ کر کورس میں داخلہ لیا۔ یہاں انتہائی قابل اور متقی اساتذہ کرام میسر آئے جنہوں نے ہمیں علم دین سکھانے کے ساتھ ساتھ ہمارے دلوں سے حب مال اور حب دنیا کو نکالا اور ہمیں اللہ کے بندے ہونے کا صحیح مطلب سمجھایا، ہمارے اندر فرائض کی ادائیگی اور قرآن کے سمجھنے کا جذبہ پیدا کیا اور ہمیں اسلاف کے ساتھ جوڑا۔ اور ہمارے اندر یہ فکر پیدا کی کہ دین مغلوب ہے اور اس کو غالب کرنے کے لیے اپنا تن، من، دھن لگانا ہے۔ اس کے بعد طلبہ میں اسناد تقسیم کی گئیں۔

## کلمات تشکر

تنظیم اسلامی کے ناظم تعلیم وتربیت خورشید انجم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کل شکر اور کل سپاس اس ذات باری تعالیٰ کا ہے جس کی توفیق سے آج اس کورس کا چوتھا بیچ مکمل ہو رہا ہے۔ کوئی بھی نیک کام ہو اللہ تعالیٰ ہی ہمیں اس کی تکمیل کراتا ہے۔ ایسے موقع پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فارسی کا مصرعہ پڑھا کرتے تھے کہ شکر صد شکر کہ جمازہ بمنزل رسید! اس کورس کو شروع ہوئے چالیس سال ہو چکے ہیں اور یہ صدقہ جاریہ ہے اس شخص کے لیے جس نے یہ گلستان سجایا تھا اور اس کے مختلف پھول ہیں جو ابھی ہم نے دیکھے ہیں۔ الحمدللہ! امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ اور نائب امیر اعجاز لطیف کا شکریہ جن کی طرف سے مستقل ایک مشفقانہ رہنمائی کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے علاوہ اساتذہ کرام، معاونین شعبہ جات، طلبہ اور جو بھی مہمانان گرامی اس تقریب کے لیے تشریف لائے ہیں، میں ان سب کا شعبہ تربیت اور مرکز تنظیم اسلامی کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میری گزارش ہے کہ آپ لوگ یہاں سے سفیر بن کر جائیں اور لوگوں کو اس کورس میں شرکت کی دعوت دیں۔ اگر آپ کی وجہ سے کوئی ایک آدمی ہدایت پر آ گیا تو یہ آپ کے لیے بہت بڑا صدقہ جاریہ ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ خیر کی طرف دلالت کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے خود وہ فعل کیا۔ اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اس کو ایسے ہی اجر ملے گا جیسے فاعل (کرنے والا) کو ملے گا۔

## امیر تنظیم اسلامی کا اختتامی خطاب

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے اپنے خطاب میں پانچ نکات پر کلام کیا:

### (1) ہم پر شکر واجب ہے

پہلی بات شکر کے تعلق سے ہے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ اور اللہ کے بندوں کا شکر واجب ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت کا حوالہ بھی دیا گیا کہ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ﴾ (الاعراف: 43) ”کل شکر اور کل تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچا دیا اور ہم یہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے اگر اللہ ہی نے ہمیں نہ پہنچا دیا ہوتا۔“

یہ حمد کا کلمہ اہل جنت کی زبانوں پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل جنت میں شامل فرمائے۔ شکر کی تین اقسام ہیں: شکر بالقلب (دل سے)، شکر باللسان (زبان سے) اور شکر بالجوارح (پورے وجود سے)۔ رجوع الی القرآن کی تکمیل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ”نعمت ہدایت“ ہے جس کی دعا ہم نماز کی ہر رکعت میں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی ہدایت سے ہمیں جوڑا ہے۔ ہم جتنا شکر کریں گے اس کے تقاضے پورے کرنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے گا۔ پھر قرآن حکیم کی نعمت ہے جس کے تقاضوں پر عمل کرنا، اس کے احکام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا اور اس کو پورے عالم میں پھیلانے کی جدوجہد کرنا وغیرہ۔ یعنی دوسروں کو اس نعمت میں شریک کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

### (2) رمضان اور قرآن

ابھی رمضان آنے والا ہے جو قرآن حکیم کے لیے سجایا گیا ہے۔ کورس سے فارغ ہونے والے طلبہ کے لیے یہ مہینہ دوسروں سے مختلف ہونا چاہیے کیونکہ انہوں نے عربی گرائمر سیکھی ہے اور پھر قرآن واحادیث کا علم حاصل کیا ہے۔ رمضان میں ان کے لیے دورۂ ترجمہ قرآن، دروس قرآن، دروس احادیث، نماز تراویح میں تلاوت وغیرہ کے ذریعے قرآن کو سیکھنے کے بہترین مواقع ہوں گے وہ اس سے ضرور استفادہ کریں۔

### (3) کورس کے عملی پہلو

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جب رجوع الی القران کورس کا آغاز کیا تھا تو یقیناً وہ پہلو بھی تھا کہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو دین پڑھایا جائے تا کہ یہ لوگ معاشرے میں دعوت دین اور اقامت دین کی جدوجہد کریں۔ دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ ہم پر دین کا جامع تصور واضح ہو اور ہمارے اندر دینی ذمہ داریاں ادا کرنے کا جذبہ پیدا ہو اور اس کی کوئی عملی شکل بھی اجتماعی طور پر ہمارے سامنے ہو۔ جیسے کہ بتایا گیا کہ اس کورس کے 17 طلبہ تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے ہیں۔ اب انہیں عملی ذمہ داریاں ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اس کورس کی جان منتخب نصاب ہے یعنی ایسی فکر بیدار ہونی چاہیے کہ دینی تقاضوں کو ادا کرنے کی تڑپ اور جذبہ ہمارے اندر پیدا ہو۔

### (4) حاملین قرآن

آج کرپشن، مسلمانوں کی پستی، امت کا زوال سب کچھ نظر آتا ہے لیکن معاشرے میں چلتے پھرتے قرآن نظر نہیں آتے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ اللہ اس قرآن کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اس کو ترک کر دینے کی وجہ سے قوموں کو زوال سے دوچار کرے گا۔ روحانی اعتبار سے کچھ لوگ مردہ ہوتے ہیں مگر اللہ انہیں قرآن اور ہدایت کا نور عطا فرماتا ہے اور وہ اس کو لے کر معاشرے میں چلنا پھرنا شروع کر دیں اور ان کے کردار گواہی دیں کہ یہ قرآن والے ہیں تو پھر اللہ اس امت کو بھی عروج عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نور عطا فرمائے۔

### (5) کورس کے داعی بنیں

سب نے دعوت دی ہے میں بھی دعوت دیتا ہوں۔ خاص طور پر طلبہ اس کورس کے داعی بن کر یہاں سے جائیں۔ اپنے قریبی لوگوں کو دعوت دیں اور ان کے لیے دعا بھی کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ تو دشمنوں کے لیے بھی دعا کرتے تھے۔ خواتین کا انتظام بھی یہاں موجود ہے جو آپ کی دعوت کے قریب ہے اس کو لے کر آئیں۔ یقیناً مشقتیں ہیں لیکن اس میں اجر بھی زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں امیر تنظیم اسلامی کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ ۞۞۞

resulting in the Jewish extremists' obsession to find the "perfect one" for their diabolical plot. What is the significance of red heifers? They are an essential part of sacrificial purity laws. Their ashes are required, according to passages in the Book of Numbers, to 'purify' the Temple's priests and its altars before they can trespass on the soil of the sacred sanctuary. For the zionist terrorists, the coming weeks are important. The next Jewish holiday, Passover, falls immediately after the end of Ramadan. There was an incursion onto the noble sanctuary five months ago (October 3, 2023) by dozens of illegal squatters carrying palm fronds to mark the Jewish holiday of Sukhot. The next step in the extremist temple groups' campaign will be an attempt to perform the sacrifice of a pure red heifer inside Masjid al-Aqsa. The animal will then be burned and the ashes used to 'purify' the rabbis and the altars.

Rabbis have gone to extraordinary lengths in search of the 'pure red heifers without any blemish'. With magnifying glasses, they have examined red heifers on various farms in the US to ensure there is not a single hair on their body of another color. In September 2022, five red heifers were brought to Israel and looked after on a special farm for the ritual sacrifice leading to 'purification' of the rabbis. Why don't they just take a shower? It will clean them better rather than smothering themselves with ashes! Following the rabbis' 'purification' with ashes, demolition of Masjid al-Aqsa will begin to build the 'third temple' over it. *Imagine: destruction of Islam's third* holiest site and the first qibla of Muslims to build a temple for terrorist invaders from Europe and North America! This, according to zionist mythology, will herald the messianic era long prayed for by both Jews and Christians.

For the zionists, this era means the supposed coming of a time that includes the return of biblical laws of purity. It will herald truly 'holy life' after perpetrating destruction and a blood bath that will surely erupt if the zionists attempt to destroy Masjid al Aqsa. Evangelical Christians are equally excited. For them, it would herald the End Times, the return of Prophet Jesus (as) to Earth and the Rapture. With all the Jews assembled in Jerusalem and Palestine, their slaughter for the sin of crucifixion will be carried out. The zionists are quite happy with this interpretation as long as they get to grab Al-Quds (Jerusalem) and the whole of Palestine!

What will the nearly two billion Muslims worldwide do? Ordinary Muslims will hold rallies screaming at the top of their lungs while Muslim regimes will issue vacuous statements condemning such desecration. They will appeal to the UN and the 'international community' to prevent these provocative acts. This will merely expose their impotence as has been evident from their lack of support for Palestinians facing the zionist-perpetrated genocide in Gaza.

**Courtesy:** https://crescent.icit-digital.org/articles/zionists-escalatory-threats-to-masjid-al-aqsa


روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے واقفیت کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ

کے دو کتابچے----- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک

قیمت: -/100 روپے

حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی روشنی میں

② عظمتِ صوم

قیمت: -/30 روپے

# Zionists' Escalatory Threats To Masjid Al-Aqsa

**Ayman Ahmed**

If the level of zionist vandalism of past Ramadans at Masjid al Aqsa is any guide, this Ramadan is likely to be much worse. Several factors are at work including the ongoing zionist genocidal war on Gaza and the extreme brutality inflicted on Palestinians in the West Bank. Zionist thugs backed by the heavily-armed police and army will escalate their attacks on Palestinian worshippers arriving at the sacred sanctuary of Masjid al Aqsa.

Mosque attendance increases during Ramadan. It is a month of abstinence, sacrifice, reflection and contemplation. While Muslim adults—male and female—deny themselves food, drinks and other bodily pleasures, they seek nourishment of the soul. This is best done by turning to the Houses of Allah—the Masajid—whose tranquility and serenity provide the ambience to nourish their souls. This is generally true throughout the world except in Masjid al Aqsa where the zionist thugs and vandals have repeatedly assaulted the sanctity of this sacred space and worshippers in past years. With zionist-Nazis in full control of the regime in Tel Aviv led by the war criminal Benjamin Netanyahu, the stage is set for a massive assault on Masjid al Aqsa this coming Ramadan.

Whatever the level of zionist violence, there will be resistance from Palestinian worshippers. Innocent men, women and especially youth are likely to be martyred far in excess of what has been witnessed in the past. It must be borne in mind that the Islamic resistance in Gaza code-named its operation of October 7, 2023, Toofan Al-Aqsa (Al-Aqsa Storm). This was meant to send a clear message. While the 2.3 million Palestinians bottled up in the largest concentration camp in the world—Gaza—were being suffocated, it was the zionists' escalatory attacks on Masjid al Aqsa that alarmed Hamas. Their repeated warnings to the zionists to desist went unheeded until their fury exploded on October 7.

Rabbinical law prohibits Jews from trespassing on the sacred sanctuary for fear of polluting it but zionist squatters backed by the police continue to barge on it regardless. It must be noted that the entire walled compound that comprises the Qibli Mosque, the Dome of the Rock, many zawiyyas and madrassas is what constitutes al-Masjid al-Aqsa. For Muslims, especially in al-Quds (Jerusalem) and Palestine in general, al-Masjid al Aqsa as sacred territory is not open for the zionists to trespass. Its protection is the responsibility of all Muslims worldwide but they are unable to join in its defence because of physical barriers.

The zionists allege that al-Masjid al-Aqsa sits on the site where their second temple once stood. They have not produced any evidence for this ludicrous claim. In any case, no Jewish temple has existed on this site for nearly 2,000 years. How far can one burrow into history to make such claims? The zionists have made no secret of their plans to destroy the Masjid al-Aqsa and build their third temple on its ruins. Their barging onto the sacred sanctuary, first in limited numbers and now in larger numbers and much more frequently, betray their real intentions. With neo-Nazis in power, they believe their time has come. And they have trotted out a cow as proof. Yes, you read that correctly. Hindus are not the only ones obsessed with holy cows. Their zionist fellow travelers are equally enamored by a cow, but of a special kind. It must be 'pure red' without any hair of another color and no blemishes either.

The Bible (Old Testament), refers to red heifers several times in relation to Temple law

Vol: 33 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.11

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore